رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۷

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ

الحکم

چہ گویم باتو گر آئی چہا در قادیاں بینی | دو بینی شفا بینی غرض دار الاماں بینی

(ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی)

پیشگی قیمت سالانہ

نمبر ۲۱ | قادیان دارالامان مورخہ ۱۷ جون ۱۹۰۷ء مطابق ۵ جمادی الاول ۱۳۲۵ | جلد ۱۱

مدرسہ تعلیم الاسلام کیلئے چندہ وصول کرنیوالے

مدرسہ تعلیم الاسلام ۱۰ جون ۱۹۰۷ء سے موسم گرما کی تعطیلات کے لئے بند کیا گیا ہے۔ اور اب انشاء اللہ ۸ جولائی ۱۹۰۷ء کو کھلے گا۔ سکول کی ضروریات یوماً فیوماً اسقدر بڑھ رہی ہیں کہ عرصہ سے اس کے لئے مستقل سرمایہ کا سوال منہ کھولے ہوئے ہے۔ مگر ہم ہیں کہ اسطرف پوری توجہ کرنے کے لئے ابھی کسی اور وقت اور موقع کے منتظر ہیں۔ مدرسہ کی جدید عمارت کے لئے جس میں ابھی صرف بورڈنگ ہوس ہی کے سولہ کمرے تیار کئے جائیں گے اور وہ بھی کچے ہوں گے۔ سولہ ہزار روپیہ کی الگ ضرورت ہے اور اس صورت میں بھی سکول اور بورڈنگ ہوس جدا جدا رہیں گے۔ یہ میں اور تمام احمدی یقین رکھتے ہیں کہ یہ کام ہو کر رہے گا کیونکہ خدا تعالیٰ کے منشاء اور اذن کے ماتحت اس کے مامور و مرسل نے اسکو اپنے ہاتھ سے شروع کیا ہے اور اسکی سالانہ ترقی نے بتا دیا ہے کہ کسطرح دن بدن یہ درخت بارور ہو رہا ہے اور کس سرعت کے پھیل رہا ہے۔ ۱۸۹۸ء میں خود ایک لوئر پرائمری کی شکل میں کھلنے والا مکتب آج یہی نہیں کہ ہائی سکول ہے بلکہ تین مختلف مقامات پر اس کی شاخیں بھی کھل چکی ہیں اور ابھی شاخوں کے کھلنے کے لئے درخواستیں آرہی ہیں۔ میرے دل سے پوچھو تو میں تو چاہتا ہوں کہ ہر قصبہ اور گاؤں میں تعلیم الاسلام کی شاخیں ہوں اور کم از کم ہر احمدی جماعت اپنی ایک ایک شاخ اپنے ہاں کھلوا سکے۔

جدید شاخوں کے کھلنے سے اخراجات اور بھی بڑھ گئے ہیں۔ اور لڑکوں کی تعلیم کے ساتھ ہی لڑکیوں کی تعلیم کے لئے ایک زنانہ تعلیم الاسلام سکول فی الحال قادیان دارالامان میں اس ابتدائی رنگ اور شکل میں کھولدیا گیا جسطرح بسم اللہ کر کے تعلیم الاسلام کا اجرا ہوا تھا۔ لڑکیوں کی تعلیم کا انتظام لڑکوں کی تعلیم کے انتظام سے کسی صورت میں کم اہم نہیں بلکہ اس کے لئے زیادہ فکر اور توجہ بکار ہوگی۔ اور یہ ابتدائی مدرسہ جو لڑکیوں کے لئے کھولا گیا ہے تعلیم الاسلام سکول کیطرح خدا کے فضل سے تعلیم نسواں کے لئے سلسلہ عالیہ احمدیہ کا ایک مرکزی مدرسہ ہوگا۔ اور صدر انجمن کو جلد تر اس کے لئے بھی کسی بورڈنگ ہوس کا انتظام کرنا پڑے گا۔ ان تمام صورتوں اور حالتوں کو مدنظر رکھکر قوم کا فرض ہے کہ وہ اپنی ذمہ واریوں کو سوچے اور سمجھے۔ ہمارا کام اس کو آگاہ اور مطلع کرنے کا ہے اس کے لئے ہم اپنا فرض ادا کرتے ہیں۔ قوم کا فرض ہے کہ وہ ان ضرورتوں کو محسوس کرکے ان کے تکفل کے لئے اپنی جیبوں پر ہاتھ مارے۔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے تعلیمی شعبہ کا خرچ عمارت کے اخراجات کو نکال کر ایکہزار روپیہ ماہوار تک پہونچنے کو ہے اور اس کے لئے مستقل سرمایہ اور مستقل مقرر چندہ کی حاجت ہے۔ میری اپنی عرصہ سے یہ رائے ہے کہ قوم کے اہل اثر اور اہل علم اور ذی وجاہت بزرگوں کا ایک وفد قوم کے پاس جاوے اور وہ قوم کو اسکی ضروریات سے آگاہ کرے اور اس مطلب کے لئے چندہ جمع کرے۔ اس سے صرف یہی نہیں کہ ایک معقول مطلوبہ رقم جمع ہو جائیگی بلکہ قومی شیرازہ زیادہ مضبوط اور مستحکم ہو جائے گا اور باقاعدہ جماعتیں قائم ہو جائیں گی۔ اس حالت میں مرکز کی جماعت کو بھی

پھل ہی اس کو واجب الادا ہونا ضروری ہے اس لئے وہ کسی کے ترک گناہ پر ایسی
سزا نہیں دے سکتا جسکا نتیجہ یہ ہو کہ گائے - گھوڑا - بکری - اونٹ - درخت پھول
پھل سبزی پیدا نہ ہو سکیں اگر کہا جاوے کہ وہ محض انتظام کی خاطر ایسا کرسکتا ہے
تو معلوم ہوگا کہ وہ ظالم و سفاک ہے جو جبر سے کام لیتا ہے اور یہ بھی
خیال کرنا پڑیگا کہ ممکن ہے کہ وہ بعض جرائم جبر سے بھی محض انتظام کی
خاطر کراتا ہوگا - جس سے اس کا عدل و انصاف خاک میں ملجاتا ہے اور
یہ ظاہر ہے کہ گائے - گھوڑا - اونٹ - بکری - بھیڑ - سبزہ کے پودے -
مثلاً میتھی - پالک - شلغم - دھنیا - سویا - سونف - گنے - پیاز -
لہسن - مولی - گاجر - شلغم - گیہوں - چنا - مکی - کپاس - جوار - وغیرہ ایسا
ہی آم - امرود - ناکھ - کیلا - اخروٹ - سیب کشمیری - آلوچہ - ناشپاتی وغیرہ
ایسا ہی بیلا - چنبیلی - سوسن - نرگس - گیندا - گلاب - یاسمن - بلکہ شجر کے علاوہ
حجر بھی ترک گناہ پر معدوم ہو جائینگے - کیونکہ یہ تمام بقول دیانندجی
بذریعہ جسم کی چوری دوسرے کی عورت سے مباشرت کرنے سے یا نیک
آدمیوں کو قتل کرنے کے جرم میں پیدا کئے جاتے ہیں - پس اگر ایسا موقعہ
آجاوے کہ تمام نیک و پارسا بن کر انسانی اور خصوصاً مردوں کی
جون دھارن کرلیں تو نہ تو ان کی پوشش کا انتظام ہو سکتا ہے اور
نہ خوراک اور سواری کا اور نہ فطرتی قویٰ کو برمحل استعمال کرنے کا اگر کہا
جاوے کہ کیمیائی خوراک ہو سکتی ہے تو کیمیائی خوراک ہونا بھی ناممکن
ہے کیونکہ کیمیائی خوراک بھی اکثر جڑی بوٹی سے بنتی ہے جب جڑی
بوٹی کے پیدا ہونے کا مصالحہ یعنے گناہ ہی ندارد ہیں تو وہ کہاں سے
آویگی؟ ایسا ہی گھوڑے کے بجائے موٹر گاڑی کے وجود کا ہونا
مشکل ہے - کیونکہ موٹر گاڑی ربڑ ٹائیرز کے بغیر چل نہیں سکتی اور
ربڑ درخت سے پیدا ہوتی ہے جب درخت پیدا ہونے کا گناہ ندارد
ہے تو ربڑ کہاں سے آویگی جو موٹر گاڑی چلے گی پس دیانندی ویدک
تعلیم کے موجب سخت مشکلات کا سامان ہونا ممکن ہے - اور
یہ ظاہر ہے کہ فطرت انسانی کے لئے بھوک پیاس کا لگنا اور اس کے
لئے غذا کا ہونا نہایت ضروری ہے اور بغیر ان ضروریات کے اسکا
جینا بامحال و نیز دشوار ہے ایسا ہی اس کی فطرت سے یہ
بھی ظاہر ہوتا ہے کہ اس کے لئے ایک بیوی ضرور ہو اور کہ سکے قویٰ
بھی اسپر دلیل ہیں ایسا ہی جذبات بھی اور یہ تمام بقول دیانندی
ویدک تعلیم ازلی ابدی ہیں جو کسی طرح بھی اس کے وجود سے
الگ نہیں ہو سکتے - پس اگر گناہ کا سلسلہ کسی وقت بند ہو جاوے
تو انسانی ہستی معرض خطر میں پڑ جاویگی - لہٰذا صاف ظاہر ہے
کہ **ویدک تعلیم واقعی عالمگیر نہیں ہے** ٭ فقط

(خاکسار محمد حسین احمدی از لاہور چھاؤنی)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

احیاء موتیٰ

مجھے ایک بزرگ ملت کی اس بات کا کیا ہی لطف آیا کہ انبیاء
کے جن معجزوں یا حالات کی سمجھ نہ آوے ان کا مطالعہ آں حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات برکات کے حالات میں کرنا چاہیئے کہ
وہ ہیں سیدالرسل کی - جو بات زیادہ تدبر کو چاہتی ہے - وہ
جری اللہ فی حلل الانبیاء کے حالات سے کھل سکتی ہے - میں نے
اسی اصل سے بہت فائدہ اٹھایا ہے - اصل میں تمام انبیاء سلف
کے معجزوں کی خلیفۃ اللہ علی الارض میں نظیر مل سکتی ہے - مثلاً
احیاء موتی ایسا معجزہ تھا - کہ ایک طرف جب انہ یحیی الموتی
پڑھتے اور دوسری طرف
تو علماء اس کے متعلق کئی تاویلیں کرتے - حالانکہ یہ بات
بالکل صاف تھی کہ حقیقی مُردے رجوع الی الدنیا کریں یہ بالکل
ممکن نہیں - ہاں - مُردہ دل یا قریب المرگ یا ایسے مرض سے مریض
جن کا انجام موت یقینی طور سے ہوتا ہے - زندہ دل صحت یاب
ہو جاتے - چنانچہ ہم اس کا نمونہ اپنے مسیح علیہ السلام میں بھی
دیکھتے ہیں - اگرچہ ہزاروں مثالیں موجود ہیں مگر آپ بیتی ہی
کہوں گا - میرے عزیز نوجوان بھائی کو طاعون ہو گیا - عین ان
ایام میں جبکہ اس گاؤں میں طاعون کا زور تھا - اتفاق سے کوئی
طبیب معالج بھی نہ تھا - نہ کوئی عمدہ دوائی مل سکتی اس بے سرو
سامانی کی حالت میں محض دعائے حضرت مسیح موعود سے جو آپنے
بڑی مہربانی سے اس عاجز کی گذارشوں کو قبول فرما کر - کی بہشت
ہو گئی - عزیز انتہائی حالت کو پہنچ چکا تھا - چنانچہ ان خطوط کے
ملاحظہ سے کچھ حال معلوم ہو سکتا ہے - جو گھر سے میرے نام
آئے - بعض کا خلاصہ حسب ذیل ہے -

یکم مئی - نوجوان نور نے جو کچھ اٹھ اٹھ کر باہر نکلنے کے لئے
کئے ہیں آیا ہم مصیبت زدوں غم کے ماروں سے اتنا نوجوان تھما
نہیں رہ سکتا - ایک ایک منٹ کے بعد نیچے گر پڑتا ہے آنکھیں
خوف کھاتا ہے دل سخت دہل رہے ہیں امید موقوف ہو گئی
بھائی کو دیکھنا ہے تو ایک رات آجاؤ -

۲ مئی - آنکھیں کھلی - بیہوشی سے مجنون - تپ شدید - خون آتا
ہے - ورم جگر تک اور زانوؤں تک - درد شدید - اعضاء بول
و براز تک متورم ہیں - مرسلہ احمدی خاتون گولیکی -

جب یہ حالت عرض کی گئی تو حضور نے نیاز مند کو مفصلہ ذیل رقعہ لکھا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ - دعا تو ہر وقت کی جاتی ہے پھر بہت
دعا کروں گا - جب بلا نازل ہو جاتی ہے تو اس وقت سنت اللہ
کے موافق دعا کم اثر کرتی ہے بہرحال دعا کروں گا - آج تہجد اور
صبح کے وقت بہت دعا کی تھی - مگر یہ وقت امتحان ایمان کا
وقت ہے بہت مضبوطی سے خدا پر بھروسہ رکھیں اور
خود بھی دعا کرتا رہو - مرزا غلام احمد

اب آپ غور کر سکتے ہیں کہ ایسی حالت سے بچنا ایک خارق
عادت امر ہے پس ہم کیوں نہ اسے سچا مسیح تسلیم کریں اور پھر
بروز محمدیہ ماننے میں بھی کیا تامل ہو سکتا ہے جب کہ وہی اخلاق
تیرہ سو برس کے بعد اب اس مبارک وجود میں دیکھنے میں آتے ہیں
چنانچہ ان پریشانی کے دنوں میں مجھے حضرت مامور من اللہ کی
خاص رحمت و شفقت کا جو تجربہ ہوا اس سے میرا ایمان دو چند
ہو گیا - میں ان عنایات کو کس طرح بھول سکتا ہوں کہ میں باوجود
شوق و محبت کے جو مجھے حضرت رسالتمآب سے ہے اپنی گناہوں
خطاؤں سیہ کاریوں کی ندامت سے اکثر ایک کونے میں لگ کر
کھڑا رہتا - مگر حضور کی جب نظر کیمیا اثر پڑتی یہی پوچھتے
آپ کے بھائی کا کیا حال ہے - اس حیات بخش کلام
کا سرور ابھی تک میری روح میں باقی ہے اور انشاءاللہ باقی

رہنگا۔ میں نے رسول مقبول کی صفت میں پڑھا تھا۔
عزیز علیہ ما عنتم حریص علیکم بالمومنین رؤف رحیم۔ مگر خدائے یگانہ
و بزرگ کی قسم کہ اس کا عملی نمونہ اور ذوق جو مجھے معلوم ہوا تو دارالامان [illegible]
بعض لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ بعض احمدی کیوں طاعون سے مرے
میں کہتا ہوں کہ ہمارے پاس نظیر موجود ہے خدا تو نبی کریم صلعم کی معرفت
عذاب کا وعدہ دیتا رہا۔ چنانچہ فرمایا۔ قل ھو القادر علی ان یبعث
علیکم عذابا من فوقکم او من تحت ارجلکم او یلبسکم شیعا و یذیق بعضکم

بأس بعض کہ وہ قادر ہے آسمان و زمین سے کوئی عذاب بھیجے۔ یا تمہارے دو گروہ
ہوں اور ان کی لڑائی ہی عذاب کی صورت میں ظاہر ہو۔ پھر قل لکم میعاد
یوم [illegible] ایک سال کی میعاد مقرر کر دی۔ آخر جنگ بدر عذاب کی صورت
میں پیش آئی۔ سب جانتے ہیں کہ اس میں کئی عزیز صحابی بلکہ اقربائے آنحضرت
صلعم شہید ہوئے تو اب کیا کہیں کہ وہ کیوں عذاب میں گرفتار ہوئے
اصل بات یہ ہے کہ امور کا اعتبار بلحاظ خواتیم ہوتا ہے۔
جب آخر کامیابی فرقہ حقہ کو ہوئی۔ تو ان کے مردوں کو مردہ نہ سمجھا
گیا بلکہ انھیں زندہ کہا جیسا کہ قرآن مجید میں ہے ولا تقولوا لمن یقتل
فی سبیل اللہ اموات بل احیاء۔ یہ کیوں اس لئے کہ جب ایک
قوم میں سے کثیر گروہ ہلاک ہو گیا اور باقی میں سے اکثر اسلام لے آئے
اور ادھر سے صرف چند آدمی شہید ہوئے۔ تو انھیں زندہ ہی کہنا
چاہیے اسی طرح ہم احمدیوں اور دوسروں میں خدا کے فضل سے ہر
جگہ ایک امتیاز رکھا جاتا ہے۔ اور اگر کوئی مرتا بھی ہے تو تمحیص و تطہیر
کے لئے اور اسے شہید کہنا چاہیئے۔ بہتر تھا کہ یہ لوگ بجائے ایسے
ایسے بودے اعتراضوں کے طاعون کی خوفناک ترقی سے عبرت پکڑتے
یا چند سالوں میں کئی لاکھ انسانوں کا ہلاک ہو جانا کوئی معمولی بات نہیں
خصوصاً جبکہ یہ سب کچھ پیشگوئی کے ماتحت ہوا۔ دیکھو براہین احمدیہ
کے الہامات پھر ۹۸ء کا اشتہار فرشتوں کے پودے لگانے والا۔
پھر ۱۹۰۵ء کا کشف الوصیت میں کہ موتا موتی لگ رہی ہے اور عبرت
پکڑو۔ اور توبہ کرو۔ کہ اس وقت خدا تعالیٰ کا غضب بھڑکا ہوا ہے یہ
اس لئے ہوا کہ تا وہ اپنی قدرتوں کا قہری نمونہ دکھلائے اور لوگوں کو سمجھائے
کہ مذہب کے اختلاف کا فیصلہ تو آگے چل کر ہو گا مگر مامور من اللہ سے
تمسخر و شرارت سے پیش آنے اور طعن دینے کی سزا یہی طاعون ہے
اللہ ہمیں محفوظ رکھے اور ہمارے بچھڑے ہوئے بھائیوں کو ہدایت
نصیب کرے۔ (محمد ظہور الدین اکمل آف گولیکی ضلع گجرات

انجمن احمدیہ سیالکوٹ

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ اخبار الحکم نمبر ۱۶ جلد نمبر ۱۱ مورخہ
[illegible] ۱۹۰۷ء میں منجانب نائب سکرٹری انجمن احمدیہ قادیان لاحمدی
احباب کی خدمت میں ایک ضروری التماس) کے عنوان سے ایک
[illegible] چھپی ہے۔ جس کا حاصل یہ ہے۔ کہ باوجود اعلان شائع
کرنے کے کسی انجمن نے اپنے ضلع کی انجمنوں سے اطلاع نہیں دی۔
اور نہ ہی کسی انجمن نے قواعد بھیجے ہیں۔ میرا خیال تھا۔ کہ شہر سیالکوٹ
کی انجمن احمدیہ نے جو قواعد شائع کئے تھے۔ اُن کی ایک ایک کاپی [illegible]
سکرٹری صاحب کے آپ کی خدمت میں اور نیز ایڈیٹر صاحب بدر
کی خدمت میں ارسال کی گئی تھی۔ اُن قواعد میں بھی جملہ [illegible]
کے نام اور باقی تمام ضروری حالات درج ہیں۔ اور جناب سکرٹری صاحب
کے اعلان کا منشا اُن سے کچھ کچھ پیدا ہو سکتا تھا۔ اگرچہ پورا [illegible]
جناب سکرٹری صاحب حاصل کرنا چاہتے ہیں اُن سے حاصل نہیں
ہو سکتا۔ کیونکہ قواعد شائع ہونے تک دیہات کی سب انجمنوں کی
کارروائی تکمیل کو نہ پہنچی ہوئی ہے۔ اب میں بحیثیت سکرٹری مفصلات
ضلع سیالکوٹ (جناب سکرٹری صاحب کے منشا کے مطابق جناب
فارن سکرٹری کے اب سکرٹری مفصلات نام رکھا گیا ہوا ہے)۔
جناب سکرٹری صاحب کے اطمینان کے لئے آپ کی خدمت میں مفصل
حال عرض کرتا ہوں۔ آپ اس کو اخبار الحکم میں شائع فرما دیں۔
آپ کو یاد ہو گا کہ آپ نے اخبار الحکم مورخہ ۲۴ جون ۱۹۰۱ء کے
ضمیمہ میں برائے تیاری فہرست افراد احمدی جماعت ایک اعلان شائع
کیا تھا۔ مجھ کو اسی وقت خیال پیدا ہو گیا۔ اور میں نے محض آپ کی
اس مبارک تحریک پر ایک فہرست اُسی نمونہ کے مطابق تیار کرنی شروع
کر دی۔ جیسا نمونہ آپ نے چھاپ کر بھیجا تھا۔ اگرچہ شہر کے بعض احباب
نے اُس وقت آپ کے ارسال کردہ نمونہ کی مخالفت کی۔ جس کا نتیجہ
یہ ہوا۔ کہ خاص شہر کی اب تک بھی فہرست تیار نہیں ہوئی ہے لیکن
الحمد للہ کہ میں کل ضلع سیالکوٹ کے دیہات کی فہرست مکمل
کرنے میں کامیاب ہو گیا۔ اور اُسی فہرست تیار کردہ سے ایک جنرل
رجسٹر مفصلات ضلع سیالکوٹ تیار ہو گیا۔ جو کہ اب انجمن احمدیہ
سیالکوٹ کے کام آتا ہے۔ ضلع سیالکوٹ کے مفصلات کا جنرل
رجسٹر مکمل و تیار کرنے میں انجمن احمدیہ سیالکوٹ خصوصاً بندہ آپکی
تحریک کا سخت ممنون ہے۔ اب مفصل حال عرض کرتا ہوں۔
خاص شہر سیالکوٹ کی انجمن (انجمن احمدیہ سیالکوٹ) کے نام
سے مشہور ہے۔ اس انجمن کے ماتحت پانچ تحصیلات ہیں۔ اور ہر ایک
تحصیل میں ایک ایک علاقہ دار ہے۔ ہر ایک علاقہ دار کے انڈر کئی
کئی حلقہ دار ہیں۔ جن کی تعداد چھبیس ہے۔ اور ہر ایک حلقہ میں
کئی کئی دیہات ہیں۔ جن کی تعداد ایک سو سے زاید ہے۔ ان سب
باتوں کو آسانی سے سمجھنے کے لئے بندہ نے شجرہ تیار کیا ہے۔ یہ شجرہ
آئندہ اشاعت میں درج کیا جاوے گا۔
اس شجرہ میں دیہات کا نام اس لئے درج نہیں کیا گیا۔ کہ جناب
سکرٹری صاحب کی غرض صرف حلقہ داران یا علاقہ داران سے
جان پہچان کی ہے اس لئے اس شجرہ کو حلقہ داران تک ہی محدود
رکھا ہے۔
اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ضلع سیالکوٹ میں ایک صد سے
زیادہ دیہات ہیں۔ جن میں احمدی احباب دو ہزار سے زاید رہتے
ہیں۔ اور یہ تعداد خاص شہر اور مضافات شہر سیالکوٹ سے علیحدہ
ہے۔ جنرل رجسٹر میں مفصل حالات درج ہیں۔ یہاں تک کہ جو
احمدی الحکم خریدتا ہے اور جو بدر یا رسالہ میگزین یا دیگر رسالہ جات
منگواتا ہے۔ اُن کا پتہ بھی رجسٹر مذکور سے مل جاتا ہے۔ اگر ضرورت
ہوئی تو پھر کسی موقعہ پر مفصل عرض کرونگا۔ اس مضمون میں ضرورت
نہیں ہے۔
ہر ایک حلقہ دار کے پاس ایک ایک رجسٹر ہے۔ جس میں وہ ہر ایک
قسم کا چندہ درج کرتا اور وصول کرتا ہے اور اُس رجسٹر میں اس کے
حلقہ کے تمام احمدیوں کے نام درج ہیں۔ بلکہ مرنے یا پیدا ہونے تک کے
حالات درج کرنے پڑتے ہیں۔ جیسا کہ رجسٹر کی پیشانی سے ظاہر ہوتا ہے پیشانی [illegible]

اب اس بیتانی سے واضح ہو سکتا ہے - کہ ہر قسم کا روپیہ جو دار الامان جاتا ہے وہ سب اس میں درج ہو کر جاتا ہے -

چونکہ غرض جناب سکرٹری صاحب کی اس اعلان کے شائع کرنے کی ہے - وہ ضلع سیالکوٹ کی سب انجمنوں سے علیحدہ علیحدہ پوری ہونی مشکل ہے - کیونکہ تمام سب انجمنیں انجمن احمدیہ سیالکوٹ کے ماتحت زیر نگرانی سکرٹری مفصلات کام کرتی ہیں - کوئی چندہ مقررہ یا غیر مقررہ یا اتفاقی خواہ کسی قسم کا ہو کوئی سب انجمن براہ راست دار الامان نہیں بھیجتی - ہر ایک قسم کا چندہ مقررہ یا غیر مقررہ یہاں تک کہ صدقہ - زکوٰۃ - یتیم فنڈ - عید فنڈ - کھال قربانی - کھال ولیمہ - کھال عقیقہ بھی سب کا سب ہر ایک حلقہ دار سکرٹری مفصلات ضلع سیالکوٹ کے پاس بھیج دیتا ہے - جہاں سے شہر کے چندہ کے ساتھ جمع ہو کر دار الامان بھیجا جاتا ہے -

میں اب جناب سکرٹری صاحب کی خدمت میں ادب سے التماس کرتا ہوں کہ صاحب موصوف براہ راست کسی علاقہ دار یا حلقہ دار ضلع سیالکوٹ کے ساتھ کسی قسم کی خط و کتابت نہ کریں - تاکہ انجمن احمدیہ سیالکوٹ کے مقرر کردہ انتظام میں فرق نہ آجاوے - جس قسم کے اتفاقی چندہ کی ضرورت پڑ جاوے - یا کوئی اشتہار یا جدید ہدایت جاری کرنی ہو - تو بدستور سابق جناب جنرل سکرٹری صاحب انجمن احمدیہ سیالکوٹ کے نام بھیج دیویں - جناب جنرل سکرٹری صاحب اول شہر کے احباب کو وہ حکم یا ہدایت یا اشتہار سنا دیتے ہیں - بعدش سکرٹری مفصلات ضلع سیالکوٹ کو دیدیا جاتا ہے - سکرٹری مذکور اگر اشتہار ہے تو چھپوا کر ورنہ خود لکھکر یا لکھا کر (جیسی صورت ہو) تمام حلقہ داران کی خدمت میں بذریعہ ڈاک بھیج دیتا ہے - اس طرح سے ضلع سیالکوٹ میں بفضل خدا کام خوب چل رہا ہے - اور چونکہ ہر ایک بھائی محض اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور اپنے پاک امام کی رضا کے لئے دلی محبت اور خلوص دل سے کام کرتا ہے - اس لئے امید کامل ہے - کہ اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا تو یہ سلسلہ ابد تک قائم رہے گا - اور یہ کام اسی طرح سے قیامت تک چلتا جاوے گا -

الراقم

حضرت اقدس کی جوتیوں کا خادم
بندہ مولا بخش بھٹی احمدی سکرٹری مفصلات ضلع سیالکوٹ

نمبر	خانہ
۱	نمبر شمار رجسٹر
۲	نام موضع
۳	نمبر شمار موضع
۴	نمبر شمار خاندان
۵	قومیت و پیشہ نام مع ولدیت
۶	عمر
۷	لنگر
۸	مدرسہ
۹	میزان
۱۰	رقم
۱۱	تاریخ وصولی
۱۲	رقم
۱۳	تاریخ وصولی
۱۴	سگائی
۱۵	لڑکا
۱۶	لڑکی
۱۷	ختنہ
۱۸	لڑکا
۱۹	لڑکی
۲۰	کھال ولیمہ
۲۱	کھال عقیقہ
۲۲	صدقہ
۲۳	زکوٰۃ
۲۴	نذر نیاز وغیرہ
۲۵	چندہ عید الفطر
۲۶	صدقہ عید الفطر
۲۷	چندہ عید الاضحیٰ
۲۸	قیمت کھال قربانی عید الاضحیٰ
۲۹	رسالہ میگزین
۳۰	اخبار الحکم
۳۱	اخبار بدر
۳۲	رسالہ تشحیذ الاذہان

چندہ ماہواری — شادی — پیدائش — خیرات متفرقہ — خریداران

ہدایت نمبر ۳ - جو ممبر فوت ہو جاوے اسکا نام رجسٹر سے کاٹ دیا جاوے اور خانہ کیفیت میں نوٹ درج کیا جاوے کہ فلاں تاریخ فلاں بیماری سے فوت ہوا

حقیقت نماز شایع ہو گئی

کتاب حقیقت نماز جس میں خدا کے فضل سے نماز کی حقیقت کو بڑی تفصیل سے لکھا گیا ہے - شایع ہو چکی ہے اس کتاب کا پڑھنا ہر ایک پر ضروری ہے - نماز کے کل مسایل کو بڑی وضاحت سے بیان کرنیکے علاوہ حضرت اقدس کے دعاوی پر بھی ضمناً بحث کی ہے - اور جیسا کہ اس سے قبل ایک مکمل فہرست الحکم مورخہ ۱۰ فروری ۱۹۰۷ء میں بطور ضمیمہ شایع کر چکا ہوں - آخری پارہ کی چند سورتوں کی تفسیر بھی درج کی گئی ہے - کتاب کی قیمت بلحاظ اسکی خوبیوں کے کم ہے - یعنی مع محصولڈاک ۸ اور علاوہ محصول صرف ایک روپیہ درخواستیں ذیل کے پتہ پر آنی چاہیئے - شیخ یعقوب علی تراب احمدی اڈیٹر الحکم

حضرت حکیم الامۃ کی اجمالی خود نوشت سوانح عمری

۱۲۵۸ھ کے قریب یا ۱۲۵۹ھ یا ۱۲۶۰ھ کے قریب میرا تولد کا زمانہ ہے۔ ابتدا میں میں نے اپنی ماں کی گود میں قرآن پڑھا ہے۔ اور اُسی سے پاس پنجابی زبان میں فقہ کی کتابیں پڑھیں اور سنیں۔ کسیقدر حصہ قرآن کا والد صاحب سے بھی پڑھا۔ مگر وہ عدیم الفرصت تھے پھر مجھے بسبب اون تعلقات کے جو ہم کو لاہور میں تھے اور وہ یہ تھے کہ ہمارا ایک مطبع قادری نام کابلی مل کی حویلی میں تہا۔ مجھے ۱۲۷۰ھ کے قریب لاہور میں آنا پڑا۔ یہاں آکر مجھے خناق کا مرض ہوا اور حکیم غلام دستگیر لاہوری ساکن سید مٹھا جن کا تعلق میرے بھائیوں سے بہت تہا اور میرے بھائی طب میں اون کے شاگرد بھی تھے میرا علاج کرتے تھے۔ اوس وقت اگرچہ طبی تعلیم کا شوق میرے دل میں پیدا ہوا مگر میرے بھائی صاحب نے مجھے منشی محمد قاسم کشمیری کے پاس فارسی کی تکمیل کے لئے سپرد کیا اونہوں نے مجھپر بہت محنت کی اور بڑی مہربانی سے نظم اور نثر اور بہاری مضامین مجھے لکھدیتے اور مجھ سے لکھواتے اور مرزا امام ویردی کے سپرد اس لئے کیا کہ میں خوشخطی سیکھوں۔ مگر مجھکو فارسی زبان سے کوئی دلچسپی پیدا نہ ہوئی۔ اور میں افسوس کرتا ہوں کہ مجھے ایک بڑا وقت ایسی زبان کے سیکھنے میں خرچ کرنا پڑا جس کے ساتھ مجھے بلحاظ دین اور ضرورت سلطنت کچھ بھی دلچسپی نہ تھی۔ مگر اسمیں ہمارے بھائیوں کا بھی قصور نہیں معلوم ہوتا کیونکہ اوس وقت کی موجودہ حالت کوئی جدید تحریک کا باعث بن ہی نہیں سکتی تھی۔ خوشخطی کے لئے الف۔ ب۔ ج۔ د۔ ر۔ کا لکھنا مہینوں کا سفر تہا۔ اور چونکہ میرے دماغ کو ہاتھ سے کسب کرنے کی بناوٹ نہیں بخشی گئی تھی۔ میں اوس فن سے بھی کورا کا کورا رہا۔ رسایل طغرا کے عجیب و غریب نکات، اور امام ویردی صاحب کے بے نظیر قطعات اوس عمر میں میری دلچسپی کا باعث نہ تھے۔ مرزا امام ویردی صاحب ہر قسم کے کسب میں بھی کمال رکھتے تھے۔ مگر مجھے اوس سے بھی محروم رہنا پڑا۔ یہ میرے دونوں اوستاد شیعہ مذہب کے پابند تھے مگر مباحثات سے ان دونوں بزرگوں کا تعلق کم تہا۔ مجھے یہ فائدہ ضرور ہوا کہ شیعہ مذہب سے میں آگاہ ہو گیا۔ بس اس محنت کا اگر کوئی نتیجہ سمجھا جاوے تو صرف یہ تہا کہ میرے معلومات میں شیعہ مذہب کے جاننے کی ترقی ہوئی ہے اور اوس وقت حکیم الہ دین لاہوری رحمہ اللہ سے نیاز حاصل ہوا مگر فارسی اور خوشخطی کے اشتغل نے موقع نہ دیا کہ کوئی استفادہ حاصل کرتا۔ ۷۲ھ میں مجھے وطن واپس آنا پڑا۔ اور میاں حاجی شرف الدین رسی کے اوستاد مقرر کئے گئے مگر دلچسپی کے نہ ہونے نے یہ فائدہ پہونچایا کہ مجھے سبق یاد کرنے کی محنت سے بچالیا اور میرے قویٰ خوب مضبوط رہے غالباً اوس وقت اگر کوئی محنت کا علم پڑہتا تو میرے دماغ کو تکلیف ہوتی اس لیے اس کا بھی شکریہ ہی کرتا ہوں۔

تھوڑے عرصہ کے بعد میری بھائی سلطان احمد صاحب بھیرہ میں تشریف لائے اور انہوں نے باضابطہ عربی کی تعلیم دینی شروع کی۔ خدا اون کا بھلا کرے کہ انہوں نے صرف میر بناؤں اور تعلیلات کا گورکھ دہندا میرے سامنے نہ رکھا۔ بہت سادہ طور پر تعلیم شروع کی

(ضمیمہ دیکھو)

جو میرے لئے مفید اور دلچسپ ثابت ہوئی میں نے بہت ہی جلد رسایل پڑھ لئے اور جناب الٰہی کے انعامات میں سے یہ بات تھی کہ ایک شخص غدر میں کلکتہ کے تاجر کتب جو مجاہدین کے پاس اوس زمانہ میں روپیہ بھیجا یا کرتے تھے ہمارے مکان میں اوترے اونہوں نے ترجمہ قرآن کی طرف یا یہ کہنا چاہیے کہ اوس گراں بہا جواہرات کی کان کی طرف مجھے متوجہ کیا جس کے باعث میں اس بڑھاپے میں نہایت شادمانہ زندگی بسر کرتا ہوں۔ و ذالک فضل اللہ علینا و علی الناس و اکثر الناس لا یعلمون۔

یہ تو ہمیں کلکتہ کے تاجر سے فائدہ ہوا پھر ایک بمبئی سے تاجر آیا۔ جس نے ہم کو تقویۃ الایمان اور مشارق الانوار کی سپارش کی۔ کہ میں اوسے پڑھوں۔ اردو زبان مجھے نہایت پسند تھی اور میری دلچسپی کا موجب۔ اس لئے میں نے ان دونوں تراجم کو خوب پڑھا اور تھوڑے دنوں کے بعد لاہور آگیا۔ عربی تو پڑھنا ہی تہا۔ حکیم الہ دین صاحب لاہوری مقیم گمٹی بازار میرے اوستاد مقرر ہوئے اور وہ مجھے موجز پڑھاتے تھے۔ عربی عبارت نہایت ہی صحیح پڑھانا اور تلفظ میں بڑی احتیاط کرنا یہ اون کو ہمیشہ مدنظر تہا۔ لیکن وہاں کی چند روزہ اقامت نے اس دلچسپ علم کے درس سے محروم کر دیا۔ اور میں بھیرہ آگیا۔ اور یہاں سے ایک خاص تقریب کے باعث مجھے راولپنڈی جانا پڑا۔ اور نارمل سکول کی تعلیم میرے ذمہ لگائی گئی غالباً یہ ۱۲۷۴ھ کا ذکر ہے۔ میری عمر اوس وقت ۱۸ برس کے قریب ہو چکی تھی۔ منشی قاسم علی صاحب کی تعلیم کی قدر اوس وقت معلوم ہوئی کیونکہ نارمل اسکول میں سے نثر ظہوری اور ابوالفضل کے پڑھنے میں میں مدرسہ میں طلبا کا سرتاج تہا۔ مولوی سکندر علی نام ہیڈ ماسٹر مجھپر اتنے خوش ہوئے کہ میری حاضری کو بھی معاف کر دیا اس غیر حاضری میں مجھے یہ فائدہ ہوا کہ حساب اور جغرافیہ کے پڑھنے میں میں نے ایک آدمی کو ملازم رکھ لیا اور بجائے اوس ذہاب و ایاب کے جو مدرسہ کے جانے میں ہوتا تہا میرا وقت اقلیدس اور حساب اور جغرافیہ میں صرف ہو جاتا تہا کیونکہ نارمل سکول ہمارے مکان سے دو تین میل پر تہا۔ تقسیم کسور مرکب کے لئے میں نے شیخ غلام نبی صاحب نام ہیڈ ماسٹر لون میانی کو ٹھیکہ دار بنایا۔ اور وہی میں نے سب سے پہلی سیکھنی چاہی۔ اس کا سیکھنا تہا کہ سارے مبادی الحساب ہر چہار حصہ کے پڑھانے میں آخر ہم شیخ صاحب کے اوستاد بھی ہو گئے۔ یوکلڈ کے لئے منشی نہال چند ساکن ضلع شاہ پور کو منتخب کیا اونہوں نے مجھے نہایت محنت سے پہلے مقالہ کی چند شکلیں پڑھائیں پھر ہمیں محض خدا کے فضل سے سارے تحصیلی حصہ کو خود بخود پڑھنے کا فہم پیدا ہو گیا اور میں ایک امتحان میں جسکو تحصیلی امتحان کہتے تھے ایسا کامیاب ہوا کہ پنڈ دادنخاں کا ہیڈ ماسٹر ہو گیا۔ منشی قاسم صاحب کی تعلیم اوس وقت مجھے بڑی مفید ہوئی کیونکہ پنڈ دادنخاں میں فارسی مدرس میری مخالفت کے لئے اپنے شاگردوں کو امتحاناً بھیجا کرتے تھے۔ اور وہ فارسی کی معمولی باتوں کو نہایت عظمت کی نگاہ سے دیکھکر مجھ سے پوچھتے تھے۔ اور میں خوش ہوتا تہا۔ عربی کی تعلیم میرے بھائی صاحب میری ہیڈ ماسٹری کے وقت پھر شروع کرا دی اگر میں الفیہ اور منطق کے رسایل اور شرح عقاید وہاں ہی پڑھ چکا تہا۔ لیکن آخر چار برس کے بعد وہ نوکری کا تعلق خدا کے محض فضل سے ٹوٹا اور میرے والد صاحب نے مجھے تعلیم عربی کی تکمیل کے لئے تاکید فرمائی۔

مولوی احمد الدین صاحب رحمہ اللہ جو مشہور بگے والے قاضی صاحب تھے۔ میرے اوستاد ہوئے اور وہ میرے بھائیوں کے بھی اوستاد تھے۔ مگر اون کو جامع مسجد کے بنانے کی ایسی فکر

گئی ہوئی تھی کہ ایک جگہ ٹھہرنا اون کے لیے محال تھا۔ ایک سال میں انکی ہمراہ سفر در حضر میں رہا اور عربی زبان کی معمولی درسی کتابیں نہایت تکلیف سے پڑہیں۔ اور تنگ آکر بھائی مولوی سلطان احمد صاحب سے کہا تو وہ مجھے لاہور میں لائے۔ اور حکیم محمد بخش اور چند اور اساتذہ کے سپرد کر گئے پھر وہ تشریف لے گئے۔ یہاں اب ہمارا مطبع کا تعلق کوئی نہ تھا۔ بھائی صاحب کے جاتے ہی میں ایک طالبعلم کی ترغیب سے ہندوستان کو چلا گیا۔ اور بمقام رام پور روہیلکھنڈ پڑھنا اختیار کیا۔ وہاں مجھے بہت ہی عیش و آرام تھا اور ایک شخص حافظ عبدالحق پنجابی تاجر مجھ پر بڑے مہربان تھے۔ لیکن مصیبت یہ پڑی کہ میرا سبق رات کو بارہ دوپہر کو بہت دور ایک مقام پر ہوتا تھا۔ اون شب بیداریوں نے مجھے بیمار کر دیا۔ اور مجھے سہر کا مرض لاحق حال ہو گیا جس سے میں بہت ہی تنگ ہو گیا میں نے وہاں تحقیقات کی کہ آجکل ہندوستان میں بڑا نامی طبیب کون ہے تو اوس عہد و جماعت میں سوائے حکیم علی حسین لکہنوی کے کسی کا نام نہ سنا۔ مگر سب نے یہی کہا کہ اون کے ہاتھ میں شفا نہیں۔ اور مجھے بہت جلد معلوم ہو گیا کہ اون کے پاس مسلول اور مدقوق مجذوم اور ذیابیطس کے گرفتار ہی اکثر پہونچتے ہیں۔ سو ایسے بیماروں میں ناکامیابی کی کمی اون کے نقص کا موجب نہیں۔ بیماری نے تو لاچار ہی کر رکہا تھا مگر میں رام پور سے مراد آباد چلا گیا اور وہاں ایک خدا کا بندہ عبدالرشید نام ساکن بنارس مجھے ایک اسمٰعیل نام پنجابی نوجوان تاجر کے ذریعہ ملا جس نے میری خدمت والدین کے قریب قریب کی اور مہینہ ڈیڑھ مہینہ میں اچھا ہو گیا۔ عمدہ صحت کے بعد میں نے لکہنؤ کا قصد کیا میرے مکرم دوست عبدالرحمن خاں مالک مطبع نظامی میرے بھائی کے دوست تھے اون کے پاس کانپور میں ٹھہرا۔ اور انہوں نے حکیم صاحب کی بہت تعریف کی اور دوسرے دن گاڑی میں سوار کر کے لکہنؤ روانہ کیا۔ گرمی کا موسم اور گرد و غبار نے مجھے خاک آلودہ کر دیا تھا کہ میں لکہنؤ پہونچا۔ جہاں وہ گاڑی ٹھیری۔ اوترتے ہی میں نے حکیم جی کا پتہ پوچھا۔ خدائی عجائبات ہیں کہ جہاں گاڑی ٹھیری تھی اوس کے سامنے ہی حکیم جی کا مکان تھا۔ یہاں ایک پنجابی مثل یاد کرنے کے قابل ہے۔ لل کرے اولیاں رب کرے سولیاں۔ میں اوسی وحشیانہ حالت میں مکان میں جا گہسا ایک بڑا ہال نظر آیا۔ اور اوس میں ایک فرشتہ خصلت دلربا حسین سفید ریش نہایت سفید کپڑے پہنے ہوئے ایک گدیلے پر چار زانو بیٹھا ہوا پیچھے اوس کے ایک نہایت نفیس تکیہ اور دونوں طرف چھوٹے چھوٹے تکیہ اور سامنے پاندان اور اگالدان۔ خاصدان۔ قلم اور دوات کاغذ دہرے ہوئے ہیں۔ اور ہال کے کنارہ کنارہ جیسا کوئی التحیات میں بیٹہتا ہے بڑے خوشنما چہرے قرینے سے بیٹھے ہوئے نظر آئے۔ اور نہایت براق چاندنی کا فرش اوس ہال میں تھا۔ وہ قصہ دیکہتے ہی دیکھکر حیران سا رہ گیا۔ کیونکہ پنجاب میں کبھی ایسا نظارہ دیکھنے کا اتفاق نہیں ہوا تھا۔ بہرحال اوس کے مشرقی دروازے میں اپنا بستہ اوس دروازہ ہی میں رکھکر حضرت حکیم صاحب کیطرف جانیکا قصد کیا۔ تاہم گرد آلود پاؤں جب اوس چاندنی پر پڑے تو اوس نقش و نگار سے میں خود ہی محجوب ہو گیا۔ اور حکیم صاحب تک بے تکلف جا پہونچا۔ اور وہاں اپنی عادت کے مطابق زور سے السلام علیکم کہا۔ جو لکہنؤ میں ایک نرالی آواز تھی۔ یہ تو میں نہیں کہہ سکتا کہ حکیم جی نے وعلیکم السلام زور سے یا آہستہ کہا ہو مگر میرے ہاتھ بڑہانے سے کہ انہوں نے مجبوراً ہاتھ بڑہایا اور خاکسار کے خاک آلودہ

ہاتھوں سے اپنے ہاتھ آلودہ کئے۔ اور میں دوزانو بیٹھ گیا۔ یہ ہمارا دوزانو بیٹھنا بھی اوس چاندنی کے لئے جس عجیب نظارہ کا موجب ہوا وہ یہ ہے کہ ایک شخص نے جو اراکین لکہنؤ سے تہا اوس وقت مجھے مخاطب کر کے کہا کہ آپ کس مہذب ملک سے تشریف لائے ہیں۔ میں تو اپنے تصور کا پہلے ہی قایل ہو چکا تھا مگر خدا تشبہ بر انگیزد کہ خیر ما دراں باشد۔ میں نے نیم گناہ سے اپنے جوانی کے ترنگ میں اوس کو یہ جواب دیا کہ یہ سیٹے کٹنیاں اور السلام علیکم بے تکلف آواز وادی غیر ذی زرع کے امی اور بکریوں کے چرواہے کی تعلیم کا نتیجہ ہے صلے اللہ علیہ وسلم۔ فداہ ابی وامی۔ اس میرے کہنے کی آواز نے بجلی کا کام دیا۔ اور حکیم صاحب پر وجد طاری ہوا اور وجد کی حالت میں اوس امیر کو کہا کہ آپ تو بادشاہ کی مجلس میں رہے ہیں کبھی ایسی زک اپنے اوٹھائی ہے اور تہوڑے وقفہ کے بعد مجھے کہا کہ آپ کا کیا کام ہے۔ میں نے عرض کیا کہ میں پڑھنے کے لئے آیا ہوں۔ اسپر آپ نے فرمایا اب میں بہت بوڑھا ہو گیا ہوں اور پڑھانے سے مجھے ایک انقباض ہے میں خود تو نہیں پڑھا سکتا۔ میں نے تو قسم کہائی ہے کہ اب نہیں پڑھاؤں گا۔ میری طبیعت اون دنوں میں بہت جوشیلی تھی۔ اور شاید سہر کا بقیہ بھی ہو۔ اور حق تو یہ ہے کہ خدا کے ہی کام ہوتے ہیں۔ منشی قاسم صاحب کی فارسی تو ہم نے یہ تحریک کی کہ میں نے جوش بھرے اور درشت آواز سے کہا کہ شیرازی شاعر نے بہت ہی غلط کہا جو کہا۔ رشتہ بیدرن دل جہل است۔ و کفارہ یمین سہل۔ اسپر اون کو دوبارہ وجد ہوا اور چشم پر آب ہو گئے۔ تہوڑے وقفہ کے بعد فرمایا مولوی نور کریم حکیم ہے اور بہت لایق ہیں میں آپ کو اون کے سپرد کر دوں گا اور وہ آپ کو اچھی طرح پڑہائیں گے جسپر میں نے عرض کیا کہ ملک خدا تنگ نیست و پائے درویش لنگ نیست۔ تب آپ کو تیسری دفعہ وجد ہوا۔ اور فرمایا ہم نے قسم کو توڑ دیا۔ اس کے بعد حکیم صاحب تو گہر کو تشریف لیگئے اور وہ لوگ جو مختلف اغراض اور بیماروں کے لئے آئے تھے اپنی اپنی جگہ چلے گئے۔ میں نے بھی تنہائی کو غنیمت سمجھکر۔ اپنا بورا باندھنا سمبہالا اور اس مکان سے باہر نکلا میرے بھائی صاحب کے دوست علی بخش خاں مرحوم مطبع علوی لکہنؤ کے مالک تھے میں اون کے مکان پر پہونچا۔ وہاں میں نے بڑا آرام پایا۔ اور غسل کیا کپڑے بدلے۔ خاں صاحب نے ایک انار کا لطیف شربت پلایا جو اون کے مطبع والے مکان میں تہا اور فرمایا کہ یہ تمہارے بھائی کی یادگار ہے۔ وہاں آرام پاکر میں مختلف علماء کو جو لکہنؤ میں تھے ملا۔ اور عجیب عجیب باتیں سننے میں آئیں۔ اون کا موقع بیان یہ حصہ نہیں جس کو میں نے آپ کی خاطر لکھا ہے۔

آخر علی بخش خاں نے مجھے ایک مکان دیا اور وہاں کہانیکا انتظام مجھے خود کرنا پڑا۔ جیسے میں کہہ چکا ہوں حرفہ کے لئے میرے دماغ میں کوئی بناوٹ نہیں ہم اپنی روٹی پکانے کے لئے ایک منقل سے کام لینے لگے۔ چولہے میں آگ جلائی۔ توہ رکہا اور روٹی گول بنانے کی ترکیب سوچی کہ آٹے کو بہت نرم گہول دیا اور ایک برتن کے ذریعہ گرم توے پر جا گہی اور خشک کے خوبصورت دائرہ کیطرح تا ہم معلوم ہوا جب اس کا نصف حصہ پک گیا اوٹہانیکی فضول کوششیں کیں۔ وہ روٹی اور خشک پکی تھی۔ خیالی فلسفہ نے توکل اوتار کر تک ... جب عمدہ طور پیا وہ پکا حصہ پختہ نظر آیا تو چاقو سے اوتار ... سے ہی اوتر سکا اوس کو انکار کیا۔ اور مجھے دعا کی توفیق ملی ...

کلکتہ کے اطبا کیا کہتے ہیں

جبکہ ایک بات کو ہم خود ثابت کر سکتے ہیں اور ہمارے کان اس بات کو سنتے ہیں اور ہمارے دوست اس بات کو ثابت کرتے ہیں تو اس سے زیادہ معتبر شہادت کونسی ہوگی۔ یہ بات بمبئی کے لوگ کیا کہتے ہیں یا کولمبو کے باشندے کیا خیال کرتے ہیں وہ نہیں ہے بلکہ یہ تو کلکتہ کے لوگ جو سچی جانتے ہیں وہ ہے۔ کیا آپ اپنے ہمسایوں کی بات پر یقین نہ کرینگے۔ یہ تحریر جو ڈاکٹر پریس ناتھ دت صاحب ایل۔ ایم۔ ایس (بوس اینڈ کمپنی عطاران ۲-۴۴-۲ کورن والس اسٹریٹ کے شفاخانہ کے طبیب اکی ہے پڑھئے۔ وہ لکھتے ہیں میں نے ڈون کی درد پشت اور گردہ کی گولیاں (ڈونس بیک ایک کڈنی پلس) گردہ کے مرضوں میں اور خاص کر پتھری میں دی ہیں اور مجھ کو کامیابی حاصل ہوئی۔ یہ مشہور بات ہے کہ پتھری بھی مثل دوسرے پیشاب کے مرضوں درد پشت اور درد مفاصل کے گردوں کے خراب اور کمزور ہو جانے سے ہوتی ہے۔ ڈون کی درد پشت اور گردہ کی گولیاں (ڈونس بیک ایک کڈنی پلس) صرف نباتاتی اجزا سے بنائی گئی ہیں اور دوائیاں اس عمدگی سے مرکب کی گئی ہیں کہ وہ گردوں کی بیماریوں کو جلد اور پوری طرح سے دور کرتی ہیں۔ کیسا ہی نازک مزاج شخص ان گولیوں کو کامل یقین سے لے سکتا ہے کہ وہ جلد اور ہمیشہ کیلئے شفا بغیر کسی قسم کے آئندہ برے نتائج پیدا کر سکتی ہیں۔ تمام دوا فروشوں کی دوکانوں پر یا براہ راست ڈون کی اوریہ پوسٹ آفس باکس نمبر ۲ بمبئی کے پتہ سے ملتی ہیں قیمت فی شیشی دو روپیہ پانچ شیشیوں کے عہ اگر آپ اپنے حکم کے ساتھ اس اشتہار کو معہ نام اخبار کہ جس میں یہ چھپا تھا بھیجو گے تو آپ کے حکم کی تعمیل بغیر ویلیو پی ایبل خرچ لینے کے کیجائیگی۔

ایک لاکھ شیشیاں سرمہ تقسیم ہو چکی

اگر ہمارے سرمہ کی شیشی کی مہر پر آفتاب کا ٹریڈ مارک نہ ہو تو جعلی سمجھنا چاہئے

(ہر درخواست کیوقت اخبار کا حوالہ ضرور دیں)

(سرمہ نوری)

نیشل آنتا۔ ادہر لگاؤ ادہر آنکھیں صاف ہو گئیں کسی قسم کی سیاہی وغیرہ کا اثر آنکھوں میں نہیں رہتا یہ وہ سرمہ ہے جسنے نزول آب تک میں فائدہ دکھایا ہے اور باقی امراض جالا پھولا۔ دھند۔ غبار۔ سبل۔ پانی۔ پڑبال۔ خارش۔ موتیابند۔ ابتدائی سرخی۔ ناخنہ۔ وغیرہ چند ہی دنوں کے بعد استعمال سے کھویا جاتا ہے۔ سیکڑوں سارٹیفکٹ معززوں و ڈاکٹروں و حکیموں و رئیسوں و عہدہ داروں کے موجود ہیں اکثر ایک سرمہ سال بھر سے زاید کو کافی ہے۔ ایجنٹوں کی ضرورت ملک میں ہے قواعد ایجنسی درخواست آنے پر روانہ ہوں گے دریافت طلب امور کے لئے جوابی کارڈ آنا چاہئے۔

سرمہ نور خاکی فی تولہ عہ۔ سرمہ سیاہ بصری فی تولہ ۸ر

سوتی لنگی شروع پختہ رنگ گز ۲ ۱/۴ چوڑی خوشنما وضع ایسے کہ ریشمی معلوم ہوں مستورات کے واسطے عمدہ تحفہ جاڑوں میں..... گوشک لحاف کے واسطے ..... پائیدار و خوبصورت کپڑا ہے فی تھان طول ۱۲ گز عرض ۔ دیگر عرض اگر قیمت صرف عہ فرمائشات وی پی منگانے میں جا بنیں کا اطمینان محصول بار ذمہ خریدار جملہ خط و کتابت و ترسیل زر بنام منیجر کارخانہ سرمہ نور کاکوری ضلع لکھنؤ ہونی چاہئے۔

المشتہر محمد اعجاز علی مالک کارخانہ سرمہ نور کاکوری ضلع لکھنؤ

احتیاط سے علاج بہتر ہے

ایک قوی الجثہ شخص کو طاعون چیچک ہیضہ یا امراض جگر سے ڈرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ بیماری ہمیشہ کمزوروں یا ان لوگوں پر حملہ کرتی ہے جو کہ ضعف سے اس کا مقابلہ نہیں کر سکتے ہیں۔

اسکاٹس املشن

تمہارے جسموں کے کمزور مقامات کو قوی اور مضبوط بنا کر انسداد امراض کرتا ہے۔ ہاتھ سے چھوا نہیں جاتا۔ فروخت کے لئے سب دوا فروشوں کے ہاں موجود ہے۔

اسکاٹ اینڈ براؤن لمیٹڈ مینوفیکچرنگ کیمسٹس لنڈن

ہمیشہ اس نشان کا ماہی گیر کا املشن تو اسکاٹ کے طریقہ ساخت کا نشان ہے

آج کل دُنیا پر تباہی کیوں ہے

ظاہر ہے کہ جیسی تباہی آجکل دُنیا پر آرہی ہے اسکی نظیر زمان مرسلین سابقین علیہم الصلوٰۃ والسلام میں ہی ملیگی۔ کہیں زلازل ہیں تو کہیں ثلج واولے وطوفان۔ وہ طاعون جو یہودیوں پر نازل ہوئی تھی اس زمانہ میں بھی نازل ہوگئی جس نے ہندوستان وپنجاب میں قیامت برپا کر رکھی ہے۔ پس جو صاحب اس کا باعث معلوم کرنا چاہیں وہ قرآن مجید کی آیت "وما کنا معذبین حتی نبعث رسولا" میں غور وخوض کریں اور ان آفات سے بچنے کے لئے توبہ واستغفار کو اپنا حرز بنائیں۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مجدد صدی چہاردہم کا الہام اسم اعظم ہے رب کل شیء خادمک رب فاحفظنی وانصرنی وارحمنی بکثرت پڑھیں اور بلحاظ اسباب ظاہری تریاق طاعون معروف روغن نوری کے چند قطرات روزانہ کھاتے رہیں جس سے طاعونی جراثیم بدن کے اندر داخل ہوتے ہی ہلاک ہوجاتے ہیں۔ بفضل تعالیٰ ہم نے اس کی یہ عجیب وغریب تاثیر تجربہ کی ہے کہ طاعونی ایام میں بفور چڑھنے بخار کے اگر اسکے چند قطرات کانوں میں ٹپکائے جائیں اور گلٹی میں ملا کر بدن پر مالش کیجائے تو فوراً سر درد وبخار کا فرو اور سرسام وگلٹی کا خطرہ دور اور طبیعت میں صحت وسرور حاصل ہوگا۔ جن بچوں کو دوا کھانی شاق گذرتی ہے اگر انکے بدن پر بھی ملا کر مالش کریں تو بہت جلد طاعونی بخار بلکہ ہر قسم کے بخار سے آرام ہوتا ہے بارہا کا مجرب ہے علاوہ ازیں اور بھی بہت امراض کیلئے اکسیر ہے۔ قیمت فی شیشی ایک روپیہ فی درجن ۱۲ روپیہ۔ تیل دافع مکھی ومچھر ڈاکٹروں کی تحقیقات سے یہ امر ثابت ہوچکا ہے کہ طاعون زدہ چوہوں اور مردوں پر بیٹھ کر مکھی یا مچھر جب کسی تندرست انسان کو کاٹتے ہیں تو وہ مبتلائے طاعون ہوجاتا ہے پس یہ تیل اس غرض سے تیار کیا ہے کہ بدن کے کھلے حصوں پر جہاں مکھی ومچھر کاٹنے کا احتمال ہو اسکو ملدینے سے کاٹنا تو کجا پاس بھی نہیں پھٹکینگے۔ ہر شخص کے پاس ہونا ضروری ہے قیمت فی شیشی ایک روپیہ۔ یہ دونوں روغن حکیم نور محمد پروپرائٹر نوری شفاخانہ موکل ضلع لاہور سے بذریعہ وی پی طلب کرو۔

نوٹ۔ جو اخبار یہ اشتہار بلا اجرت درج اخبار کرنا چاہے وہ ایک پرچہ نمونۃً نوری شفاخانہ موکل میں بھیجدے۔

سچائی کا جھنڈا

اشتہار کی گرم بازاری مضمونوں کی تیز وطراری مریضوں کی آہ وزاری آجکل عجیب سماں دکھا رہی ہے لیکن ہمارا کام باتوں سے نہیں ہے ہم ہر دوا کا نمونہ مفت دیتے ہیں اول آزمائیے پھر منگائیے بھلا ہمیں کچھ بھی دھوکا ہے۔ قوائے تناسل کے متعلق ان دنوں مختلف قسم کی بدکاریوں کی وجہ سے عام طور پر ضعف کی شکایت کی ہے جو امراض مخصوصہ کے علاج کیلئے یہ لاجواب معجون طیار کی ہے جس کے استعمال سے امراض متعلقہ قوائے تناسل انشاء اللہ تعالیٰ فوراً دفع ہونگے اور ہر قسم کی باہیہ شکایت کیلئے مفید ہے ہمارا کام یہ نہیں کہ ہم لکھ دیں کہ جواہرات سے طیار ہوئی ہے اول نمونہ مفت منگائیے پھر بعد ازاں جو طلب فرمائیں قیمت فی بکس ایک روپیہ۔

طلائے طلسمی — ہر ایک سالی کے اثر اور جوانی کی بے اعتدالیاں اور غلط کاریوں سے جو مرض لاحق ہوتے ہیں اور مریض کو بعض اوقات خودکشی تک پہنچا دیتے ہیں وہ ہمارے اس طلاء طلسمی سے فائدہ اٹھائیں اور معجون طلسمی کھائیں انشاء اللہ تعالیٰ وہ اس کو مفید پائینگے منگانے سے پہلے نمونہ منگوا کر آزمائیے قیمت چھ ماشہ دو روپیہ۔

سرمہ سلیمانی — آنکھوں کی کل بیماریوں کو دفع کرنیوالا اور بصارت بڑھانیوالا قیمت ایک تولہ ۱ر

سنون دندان — دانتوں کی کل بیماریوں کو دفع کرکے دانت مثل گوہر آبدار بنا دیتا ہے سنون کا کام فی بکس ۸ر

المشتہر حکیم محمد حسین خلف حکیم سرفراز حسین مالک کارخانہ احمدیہ بلبھ گڈھ ضلع دہلی

براوران ملک

کی خدمت میں گذارش ہے۔ کہ ایک مدت سے زمانہ جس خضاب کا خواہشمند تھا۔ شکر صد شکر! کہ آج بارہ سال کی لگاتار کوششوں کے بعد ہم اس خضاب کے بہم پہنچانے میں کامیاب ہوئے۔ یہ خضاب تیل ہے۔ جو ڈاڑھی اور سر کے سفید بالوں کو لگاتے ہی فقط چار منٹ میں سیاہ بھنورے کی طرح کالا۔ ملائم اور چمکدار بناتا ہے۔ پندرہ روز کے بعد لگانے کی ضرورت ہوتی ہے۔ ایک بکس پانچ ماہ تک کافی ہوتا ہے۔ قیمت فی بکس صرف عہ روپیہ ہے محصول بذمہ خریدار ؀

المشتہر

حضرت مولنا عاشق یزدانی حاجی پیر سید نورشاہ
ہمدانی محلہ عطار گلی۔ پوسٹ مانڈوی۔ بمبئی

سامان ورزش کی رعایتی فہرست

کرکٹ بیٹ بہترین بیضے دار کشمیری لکڑی کا ہینڈل کاک کین اور ربڑ کے بنے ہوئے نہایت پائیدار ہیں قیمت ۸ روپیہ۔ کرکٹ بیٹ۔ بہترین بیضے دار کشمیری لکڑی کے ۲ کین ہینڈل مع دو ربڑ کے میچ کیلئے نہایت عمدہ ہیں۔ کرکٹ بیٹ لکڑی درجہ سوم کی ہوگی۔ ہینڈل میں ایک ربڑ اور کین ہوگا عہ۔ کرکٹ بیٹ آل کین۔ لکڑی چیدہ مضبوط اور پائیدار پرکٹس کیلئے ۱۲ر

کرکٹ بیٹ معمولی پرکٹس کیلئے عہ

بچوں کے کرکٹ سٹ ۱۲ سال سے ۱۰ برس کیمپ اسکو دو سٹ ایک سٹ ڈرکس

ایک بال لکڑی کا بکس فی سٹ

۱۲ سٹ ایک سٹ کٹس ایک بال فی بکس

فٹ بال عمدہ کاؤ ہائڈ پائیدار اور مضبوط بلیڈر نہایت پائیدار

بچوں کیلئے فٹ بال سعہ بلیڈر

کرکٹ بال گسٹ سون نہایت عمدہ اور مضبوط چمڑے کے

جانگے کے بیچ

پر گٹس

کرکٹ ولس فی کابلی

المشتہر
نظام الدین مستری احمدی شہر سیالکوٹ

سارٹیفکٹ — السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ مال از قسم کرکٹ بیٹ۔ پرکٹس وکٹ۔ فٹ بال وغیرہ پہنچا۔ ہر طرح سے عمدہ قابل تعریف پایا۔ میری خیال میں ولایتی سامان کا مقابلہ کرتا ہے اور قیمت میں اس سے بہت کم تھوڑا خرچ بالانشین کا مصداق پایا ہوں۔

مطبع احمدیہ پریس قادیان میں شیخ یعقوب علی تراب احمدی کے اہتمام سے چھپکر شائع ہوا

ضمیمہ الحکم ۱۷ بابت ماہ جون سنہ ۱۹۰۷ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

غیر معمولی رعایت

براہین احمدیہ نصف قیمت پر

برادران! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ آپ کو معلوم ہو چکا ہے کہ کتاب براہین احمدیہ کس محنت سے دوبارہ لکھوائی گئی ہے اور کیسے عمدہ کاغذ اور خوشنویسی کا انتظام کیا گیا ہے اور ساتھ حضرت اقدس کی سوانح عمری اور فہرست مضامین لگائی گئی ہے اس کی اصل قیمت بغیر جلد صہ اور مجلد کی قیمت صہ ۱۲ ہے۔ بعض کی تحریک پر ایام تعطیلات مدرسہ میں اس کی قیمت میں ایک خاص رعایت کی گئی ہے یعنی قیمت نصف کردی گئی ہے۔ بے جلد براہین احمدیہ کی قیمت فی نسخہ مبلغ ۸ کر دی گئی ہے اور مجلد کی ۱۲ ہے یہ ایسی رعایت ہے کہ غالباً پھر نہ ہوگی۔ رعایت تو صرف طلباء کیواسطے کی گئی تھی مگر بعد میں مجھے خیال آیا کہ اس کو اخیر ماہ جون تک عام کردیا جائے اس واسطے جو اصحاب چاہیں اس رعایت سے فوراً فائدہ حاصل کرلیں۔ درخواست ۳۰ جون تک دفتر بدر میں پہنچ جانی چاہیئے

ناظم بدر ایجنسی قادیان

صدر انجمن احمدیہ کو جس قدر فکر قومی ضروریات کے لئے روپیہ کا سب ہوتا ہے وہ کم ہو جائے گا اور اس کا فکر اور کام منقسم ہو جائیگا اور وہ قوم کے لئے بہترین کام کرنے کے لئے موقع اور وقت نکال سکے گی۔

وفد کے متعلق جب سوال ہوا ہے اور مجھے اپنی قوم کے چیدہ افراد سے جب وہ دارالامان آئے ہیں گفتگو کرنے کا موقع ملا ہے سب نے پسند کیا ہے۔ لیکن میں بجائے خود جانتا ہوں کہ اس کے متعلق فی الحال ایک مشکل ہی ہے اور وہ مشکل یہ ہے کہ ان بزرگان ملت میں سے (جو دارالامان رہتے ہیں) کسی کا نکلنا مشکل نظر آتا ہے۔ اس لئے کہ وہ پہلے ہی سے کام کے نیچے اس قدر دبے ہوئے ہیں کہ خدا تعالیٰ کا فضل ہی ہے کہ وہ اس قدر کام کر رہے ہیں۔ تاہم بعض بزرگ قوم میں ایسے ہیں جو اگر ہمت کریں اور فرصت اور وقت نکالکر اس قومی خدمت کے لئے نکلیں تو بہت کچھ فائدہ کی خدا کے فضل سے توقع ہے۔ ہاں میں بیضرور کہوں گا۔ کہ گو مشکلات ہیں۔ لیکن یہ کام ایسا ضروری ہے کہ اب اس کو بہت پیچھے ڈالنا ضروری نہیں۔ اس وقت وفد کے متعلق خصوصیت سے بحث کرنا میرا مقصد نہ تھا۔ یہ تو صرف حدیث دلاویز کے طور پر ذکر ہوگیا۔ اور میں قومی ضروریات پر غور کرنے کا عادی ہونے کی وجہ سے اس سوال کو عموماً قوم کے سمجھدار افراد کے سامنے ذکر کرتا رہتا ہوں اور بزرگان ملت کے حضور بھی گذرتا ہوں۔ یہاں بھی بیان کر دیا شاید کسی دل کو ٹھیس لگے اور اس مبارک تحریک کے لئے جوش بھرے دل سے اٹھ کھڑا ہو اور میں بوجہ نیک تحریک سعادت مندی کا ثمرہ حاصل کر سکوں۔

اصل غرض اس مضمون کے لکھنے سے یہ ہے کہ چونکہ صدقات جسپر مدرسہ تعلیم الاسلام کے وظائف کا بہت بڑا انحصار ہے بہت ہی کم ہو چکی ہے۔ پچھلے اجلاس مجلس میں یہ قرار پایا تھا کہ مدرسہ کی تعطیلات میں طلباء کو چندہ فراہم کرنے کے لئے بھیجا جاوے اسلئے ہیڈ ماسٹر صاحب نے ایک چٹھی دیکر مندرجہ ذیل طلباء کو اس غرض سے بھیجا ہے کہ وہ مدرسہ کے لئے چندہ کر کے لاویں۔ اس سے یہی غرض نہیں کہ مدرسہ کے لئے ایک رقم جمع ہو جائے گی۔ بلکہ یہ غرض اور مقصد بھی ہے کہ طلباء میں قومی ضروریات کا احساس اور قومی خدمات کے لئے ایک جوش پیدا ہو۔ ہیڈ ماسٹر صاحب مدرسہ اور بزرگان ملت اپنی قوم سے توقع کرتے ہیں کہ وہ ان نونہالان قوم کو مایوس نہ کریں گے بلکہ ان کی حوصلہ افزائی کر کے ان کی ہمت بڑھائیں گے۔ طلباء کو چھپی ہوئی رسید بہی دی گئی ہے جس کا ایک حصہ معطی کے پاس رہے گا اور دوسرا نصف طلباء یہاں آکر صدر انجمن احمدیہ کے خزانہ میں روپیہ کے ساتھ داخل کریں گے۔

اب میں وہ چٹھی جو ہیڈ ماسٹر صاحب نے اپنے طلباء کو دی ہے مع ان طلباء کے اسماء کے جو اس خدمت کے لئے مامور کئے گئے ہیں ذیل میں درج کر دیتا ہوں اور ختم کرتے ہوئے پھر امید ظاہر کرتا ہوں کہ قوم اپنے بچوں کو جو قومی گدا ہو کر ان کے سامنے آتے ہیں گوہر مراد سے لبریز دامن بھیجیں گے۔ اے نونہالان قوم! خدا تمہارے ساتھ ہو۔ تمہارے جذبات میں قومی درد پیدا کرے تم قوم اور آیندہ نسلوں کے لئے نیک نمونہ ہو اور اپنے مقاصد میں بامراد ہو کر واپس آؤ۔ آمین۔

بخدمت جناب ایڈیٹر صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مدرسہ ۸ر جون سے ایک ماہ کے لئے بسبب تعطیلات موسم گرما بند کیا گیا ہے اور لڑکے اپنے اپنے گھر چلے گئے ہیں۔ بعض طلباء کو کہا گیا ہے کہ جگہ جگہ جائیں مدرسہ اور صدقات کے چندہ جمع کر کے لائیں۔ چنانچہ ایسے طلباء کو جن کو اس غرض کے لئے منتخب کیا گیا ایک چھپی ہوئی چٹھی اپنے دستخط کے ساتھ دی ہے اور نیز رسید بکیں دی ہیں۔ تاکہ جن سے چندہ وصول کریں ان کو رسید دیا کریں امید ہے کہ احمدی بھائی ان طلباء کو چندہ کی فراہمی میں مدد دیں گے۔ مندرجہ ذیل طلباء کو اس غرض کے لئے منتخب کیا گیا ہے

نمبر شمار	نام طالب علم	نام جماعت	سکونت
۱	خدا بخش	ففتھ ہائی	راولپنڈی کیمبل
۲	صفدر خان و برادران	″	فیروزپور
۳	عبدالستار و محمد یحییٰ	اول مڈل	شاہ آباد
۴	امجد حسین	پنجم ہائی	بٹالہ
۵	غلام حسین	″	مردان پشاور
۶	فضل الدین	″	جہلم
۷	عبدالرحمٰن و محمد صادق	″	گجرات
۸	عبدالغنی و برادران	″	بہاولپور
۹	عبدالمجید	فورتھ ہائی	انبالہ
۱۰	میاں محمد	″	سہارنپور و پٹیالہ
۱۱	فیروزالدین	سپیشل کلاس	داتہ ضلع ہزارہ
۱۲	عبدالعزیز	سوم مڈل	ظفروال
۱۳	غلام قادر		سیالکوٹ
۱۴	محمد اسمٰعیل	فورتھ ہائی	گوجرانوالہ
۱۵	مستری عبدالرحمٰن	ففتھ ہائی	بھیرہ
۱۶	شیخ عبدالرحمٰن	نومسلم	لاہور
۱۷	محمد صالح الطاف حسین	پنجم پرائمری	″
۱۸	عبدالرحمٰن امرتسری	پنجم ہائی	امرتسر
۱۹	محمود	شاخ دینیات	علاقہ قادیان
۲۰	عبیداللہ	″	وزیرآباد
۲۱	گیلانی بخش	اول مڈل	سرگودھا
۲۲	احمد علی	پنجم پرائمری	کریام
۲۳	فخرالدین	پنجم ہائی	ملتان
۲۴	ولی اللہ	″	رعیہ

شیر علی عفی اللہ عنہ ہیڈ ماسٹر مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان

درخواست دعا

بابو عمر بخش صاحب سٹیشن ماسٹر بیری بانڈہ کو اللہ تعالیٰ نے فرزند عطا فرمایا ہے۔ ناظرین سے درخواست ہے کہ وہ بچہ کے لئے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اسے طول عمر اور نیک بنا دے۔ آمین ثم آمین

آریہ سماج کی کشتی بھنور میں

موجودہ پولیٹیکل ہل چل اور بے چینی سے ملک اور اہل ملک کو جو فائدہ یا نقصان پہونچنا تھا وہ پہنچ چکا۔ البتہ اس سے ایک بات صاف ضرور ہوگئی ہے کہ گورنمنٹ کو ملک کی مختلف قوموں اور سوسائٹیوں کے خیالات وفاداری کے اندازہ کرنے کا اچھا خاصہ موقع مل گیا ہے۔

میں اس وقت اس امر کی ضرورت نہیں سمجھتا کہ منطقی دلائل اور لمبی بحثوں سے کسی ایک یا دوسری سوسائٹی کے متعلق کوئی بحث کروں۔ بلکہ میرا منشا اس وقت آریہ سماج کی حالت موجودہ پر نظر کرنے کا ہے اور اسے نہایت غور سے دیکھکر مجھے بے اختیار کہنا پڑتا ہے کہ

آریہ سماج کی کشتی بھنور میں ہے

میں ایک مدت سے یہی رائے رکھتا ہوں کہ آریہ سماج مذہبی نہیں بلکہ ملکی مجلس اور گروہ ہے یہ امر دیگر ہے کہ آریہ سماجی ڈیپوٹیشن ہز آنر لفٹننٹ گورنر پنجاب کے حضور یہ ظاہر کرے کہ وہ ایک مذہبی جماعت ہے یا اس کے اغراض و مقاصد کا دائرہ ترقی تعلیم کے سوال تک محدود ہے مگر واقعات اس کے صریح خلاف ہیں وہ طالب علم جنہوں نے محض ایک کھیل کے مقابلہ کے موقعہ پر یوروپین پروفیسروں پر حملہ کیا تھا اور جسکی بنا پر یونیورسٹی کو نوٹس لینا پڑا تھا وہ ڈی۔ اے۔ وی کالج کے طالب علم تھے اور مختلف جگہ سے جو خبریں سرڈانزلاٹ صاحب پنجاب کو پہونچی ہیں وہ آریہ سماج کو بری نہیں کرتی ہیں تاہم ان سب باتوں کو اس وقت الگ رکھکر ہمیں دیکھنا چاہیے کہ آریہ سماج کی موجودہ حالت کیا ہو رہی ہے؟ یہ نظارہ واقعی قابل رحم اور دردانگیز ہے اس نظارہ کو دیکھنے کے لئے اخبار پرکاش کی دوربین سے کام لیں وہ لکھتا ہے۔

"کیا ہی حوصلہ تھا یا دو ہفتہ سے ہمیں یہ دیکھکر حیرانی ہو رہی ہے کہ جہاں پہلے اتنی سماجک سماچار موصول ہوتی تہیں کہ ایک ہفتہ میں اس کا لکھانا مشکل ہو جاتا تھا وہاں اب اسقدر تھوڑی موصول ہوتی ہیں کہ اس کو درج کرتے ہوئے شرم آتی ہے مثال کے طور پر تا دم تحریر اس ہفتہ صرف دو کارڈ موصول ہوئے ہیں"

اس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ پنجاب کی آریہ سماج کس حالت میں ہے اگر اس کا کام صرف مذہبی پرچار اور اشاعت تعلیم ہی تھی اور پولیٹیکل معاملات سے اس کا کوئی واسطہ اور غرض نہ تھی تو پھر یہ حالت کیوں ہو گئی ہے۔ یہ کہنا سراسر ظلم اور ناانصافی ہے کہ گورنمنٹ کے بعض حکام کی سخت گیریاں اس کا باعث ہے جیساکہ پرکاش بیان کرتا ہے۔ اسکی وجہ یہی ہے کہ آریہ سماج کو مذہب سے دلچسپی نہیں وہ تو ملکی گروہ ہے اور ملک گیری کا خواہشمند یہ تو پہلا سین ہے جو پرکاش کی دوربین دکھاتی ہے۔ پھر دوسرا نظارہ ہمارے سامنے جو آتا ہے اس کے لئے پرکاش کا ایڈیٹر یوں ذکر کرتا ہے

"کیا اس اعلان کا یہی وقت تھا | پنڈت گنپتی شرما نے (جو آریہ سماج میں ایک مشہور مباحثہ کرنیوالے ہیں) سنت دہرم پرچارک میں اپنی صحت اور ناداری کیوجہ سے آیندہ دورہ نہ کرنیکا اعلان کیا ہے اس پر پرکاش ریمارک کرتا ہوا کہتا ہے کہ ہم پنڈت جی سے بڑے ادب سے دریافت کرتے ہیں کہ کیا اس اعلان کے لئے یہی وقت رہ گیا تھا۔۔۔۔۔ اس وقت اگر ضرورت ہے تو اس امر کی کہ جو لوگ آریہ سماج کے لئے ہٹ رکھتے ہیں اپنے آرام کو بالائے طاق رکھکر اور کسی قسم کی تکلیف کی پرواہ نکرتے ہوئے میدان میں نکل آویں وہ کام کر کے آریہ سماج کی لاج رکھ لیں اسوقت الگ ہو کر بیٹھنے کا وقت نہیں۔۔۔۔۔ ہم اسنے ہاتھ جوڑ کر پرارتھنا کرتے ہیں کہ وہ اپنے خیال کو صرف چند ماہ تک ملتوی کر دیں آریہ سماج کی اس آزمایش کے وقت سہایتا کریں اس کے بعد جو مناسب سمجھیں کام کا ڈھنگ اختیار کریں یہ وقت ایسا آن پہونچا ہے کہ افراد کی سستی یا بزدلی سے سوسایٹی کو نقصان پہونچنے کا احتمال ہے"

اس قسم کے ایک دو نہیں کئی نظارے پرکاش کے ذریعہ ہماری نظر سے گذرتے ہیں جنکو دیکھکر بے کس سماج کی حالت پر افسوس ہوتا ہے۔ کہ اب اسکی کشتی بھنور میں پھنس گئی ہے جہاں سے نکلنا کوئی آسان امر نہیں۔

یہ بالکل غلط اور سراسر خلاف واقعہ ہے کہ سماج کی یہ حالت گورنمنٹ کے کسی حکم یا احکام یا حکام کے طرز عمل سے پیدا ہوئی ہے۔ اسلئے کہ آریہ سماج کا رویہ اور طرز عمل روز اول ہی سے ظاہر کر رہا تھا کہ یہ

بیل منڈھے نہیں چڑھ سکتی

آریہ سماج بحیثیت ایک مذہبی گروہ کے کبھی اور کسی حال میں بھی کامیاب نہیں ہو سکتا تھا اور نہیں ہو سکے گا۔ اور وہ خود اپنی طاقت کو سمجھتا تھا اسلئے اس نے مذہب کی آڑ میں وہ طریق اختیار کیا جو اس کے لئے اس روز بد کا موجب ہوا۔

بہر حال آریہ سماج اس وقت نزع کی حالت میں ہے اور اس کے سرہانے کھڑے ہو کر رونے! الونکی حالت اور بھی قابل رحم ہے میری رائے میں آریہ سماج جس لعنت کے نیچے آیا ہے وہ خدا تعالیٰ کے برگزیدوں اور راستباز نبیوں کی ہتک اور اہانت ہے اس کا وبال ہے جو اسپر پڑا ہے

وللہ در من قال۔

نبیوں کی ہتک کرنا اور گالیاں بھی دینا
کتوں سا کھولنا موہنہ ختم فنا ہی ہے

دارالامان کا ہفتہ

۱۔ اعلیٰحضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ کی صحت الحمد للہ اچھی ہے آپ کے اہل بیت اور خدام کی صحت بھی قوم کے لئے مسرت کا موجب ہے۔

۲۔ بزرگان ملت خدا تعالیٰ کے فضل سے اپنی مفوضہ خدمات دینی میں سرگرم ہیں۔ اللہ تعالیٰ خود انکی جزا ہو اور ان کی عمروں میں نفع رسان طوالت بخشے۔ (آمین)

۳۔ مسجد مبارک کی وسعت کا کام بڑے زور سے شروع ہے۔ نیچے کے منزل جہاں غالباً سکرٹری صاحب صدر انجمن احمدیہ کا دفتر ہوگا بسرعت طیار ہو رہا ہے۔ مقبرہ بہشتی کے لئے تعمیر سڑک کا کام بہت جلد شروع ہونیوالا ہے۔ مسجد مبارک کا کام میرے مکرم بھائی منشی نوردین صاحب نقشہ نویس محکمہ بارگ ماسٹری لائل پور کی زیر نگرانی ہو رہا ہے وہ تین مہینے کی رخصت لیکر یہاں آئے ہیں اور جہاں آتے ہی یہ مبارک خدمت انکے سپرد ہوئی

۴۔ موسمی حدت اور تمازت روز افزوں ہے ہفتہ زیر اشاعت میں ٹڈی دل آیا اللہ تعالیٰ رحم کرے۔

بھیجنے والے کون صاحب ہیں؟

مورخہ ۱۵ ؍ جون ۱۹۰۷ ؁ کو ایک منی آرڈر مبلغ ۵ ؍ کا میرے نام آیا ہے کوپن منی آرڈر پر گجراتی زبان میں مرسلہ کا نام لکھا گیا ہے۔ جو یہاں کسی سے نہیں

وٹرنری اسسٹنٹ صاحبان [illegible]

میں ایک سے زیادہ مرتبہ اس تحریک کو الحکم میں شایع کر چکا ہوں کہ چونکہ سب کمیٹی صدقات کے نشہ بہت ہی کمزور حالت میں ہیں اس سے اُن طلباء کی اعانت اور امداد کے لئے جو وٹرنری کالج میں تعلیم پاتے ہیں اور اپنے اخراجات ادا کرنے کے محض ناقابل ہیں احمدی وٹرنری اسسٹنٹ صاحبان ہمارا ہاتھ بٹائیں۔ خدا اپنے بڑے بڑے فضل نازل کرے سید قاضی غلام حسین اور ڈاکٹر اشفاق علی پر کہ انھوں نے اس تحریک میں نہ صرف حصہ لینے کا وعدہ فرمایا بلکہ خود بڑے زور سے اس تحریک کو شروع کیا اور اپنے ہم عصر احمدی وٹرنری اسسٹنٹوں کو بطور خود اس کار خیر میں شریک ہونے کے لئے آمادہ کیا ان کی تحریک ابھی تک بدستور جاری ہے اگرچہ اس وقت تک صرف پانچ بھائیوں نے اس فنڈ میں ایک ایک روپیہ ماہوار دینے کا وعدہ کیا ہے اور ڈاکٹر علی احمد خان اور خود قاضی صاحب اور ڈاکٹر اشفاق علی صاحب نے اپنا اپنا ماہواری چندہ بھیج بھی دیا ہے۔ مگر یہ رقم ابھی ناکافی اور ضرورت بہت زیادہ ہے۔ میں یقین رکھتا ہوں کہ یہ تحریک جو محض خدا کے لئے ہے ضرور کامیاب ہو جاوے گی۔ اور خدا تعالیٰ ایسے سامان مہیا کر دیگا جو ان مشکلات سے نجات ملے لیکن مبارک ہونگے وہ وجود جو اس میں سرگرمی سے حصہ لینگے یہی فنڈ ہے کہ وظایف سب کمیٹی صدقات ادا نہیں کر سکی اس سے آپ اندازہ کر سکتے ہیں کہ وہ طالب علم جو محض یہاں کے وظائف پر گذارہ کرتے ہیں کس قدر مشکلات میں ہونگے۔

اس لئے میں ایک بار پھر تمام وٹرنری اسسٹنٹ صاحبان کو توجہ دلاتا ہوں کہ وہ بہت جلد اس فنڈ میں مستقل ماہواری رقوم بھیجیں۔ داخلہ کی فیس کے لئے جو ایک سو روپیہ اس سال دیا گیا ہے چونکہ وہ صدر کواہ پر بطور قرض ہے اس لئے اس رقم کو پورا کرنے کے لئے یک مشت چندوں سے اس رقم کو جلد پورا کر دیا جاوے۔

اگر وٹرنری اسسٹنٹ صاحبان ایک ایک مہینے کی تنخواہ اس فنڈ میں ایک سال کی اقساط میں دیدیں تو یہ فنڈ قوی ہو سکتا ہے۔ مجھے امید ہے کہ مکرر یاد دہانی کی حاجت نہ ہوگی بلکہ بہت جلد روپیہ بھیج دیا جاویگا۔ ہاں اگر وہ ایسے ہی عدیم الفرصت ہیں کہ انھیں منی آرڈر تک کرانے کی فرصت نہیں ہوتی تو پھر میں بذریعہ وی پی اُن سے روپیہ وصول کر لونگا بشرطیکہ ایک ہفتہ تک کسی کا جواب نہ آیا۔ کیونکہ پھر اس کے یہ معنے ہونگے کہ وہ مجھے اجازت دیتے ہیں۔ مئی کے وظائف ادا کرنے ہیں اور جون کی ۲۰ تک شاید یہ اخبار سب کے پاس پہنچے اس لئے مئی اور جون دونوں کے وظائف ادا کرنے ہونگے۔

بار بار میں اس قضیہ کو دُہرانا نامناسب سمجھتا ہوں جو کام آپ لوگوں سے کرنا ہے وہ آخر آپ ہی کے ذریعہ ہوگا۔ خدا تعالیٰ آپ کے ساتھ ہو اور نیکی اور بھلائی کے فرشتے آپ کے قلوب میں تحریک پیدا کریں آمین۔

کیا الحکم پولیٹیکل پرچہ بنا دیا گیا ہے؟

الحکم کے کئی ہزار ناظرین میں سے ایک معزز دوست ہیں جو الحکم کے سچے محب لکھتے ہیں کہ الحکم کو ان ایام میں بالکل پولیٹیکل پرچہ بنا دیا گیا ہے اور یہ انھیں ناپسند ہے ہرچند ایک ہی خط ہے جو مجھے پولیٹیکل پرچہ بننے کے ایام میں پہنچا ہے تاہم میں اس کی قدر کرتا ہوں اس لحاظ سے کہ میرے مکرم بھائی کے جذبات قلبی اور روحانی ذوق کا اس سے پتہ لگتا ہے۔ میں یہ ظاہر کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ الحکم کے مقاصد اور اغراض کیا ہیں اس کے لئے میں الحکم کے سب سے پہلے نمبر میں سے چند سطور یہاں درج کر دیتا ہوں جس سے معلوم ہوگا کہ روز ازل سے الحکم نے جن اغراض کو مدنظر رکھا ہے وہ ایک لمحہ کے لئے بھی اُن سے الگ نہیں ہوا اس لئے وقتی ضرورتوں کو ملحوظ خاطر رکھا ہے اور اپنی قوم اور ملک کے لئے جو مفید سمجھتا اس پر بحث کرنا اپنا فرض اولیٰ یقین کرتا ہے۔

اُس پہلے پرچہ میں میں نے لکھا تھا۔

”چونکہ تمام اصلاحوں اور حقیقی تہذیب کا سرچشمہ اور منبع الٰہی قانون اور خدائی تعلیم ہے اس لئے الحکم نے اپنا مشن پورا کرنے اور دُنیا میں راستی اور سلامتی کی روح پھونکنے کے لئے اسی طریق کی اشاعت کا بھاری بوجھ اپنے سر لیا ہے عقل سلیم اور تجربہ صحیحہ نے جس طریق کو فطرت انسانی کے بالکل مطابق قرار دیا ہے وہ طریق اسلام ہے اسلئے الحکم اسلام ہی کا سچا خادم ہوگا اور اسلام کی زندہ برکات اور اُس کے معارف و اسرار کا ذریعہ اس زمان قحط الرجال میں خود اس مقدس ذات نے اپنی عادت قدیم اور وعدہ صادق کے موافق حضرت اقدس مرزا غلام احمد صاحب قادیانی ادام اللہ فیوضہم کو ٹھہرایا ہے لہذا ان کے مشن کی تبلیغ اور اشاعت الحکم کا مقدم کام ہوگا......

اس کا فرض ہوگا کہ وہ صُلح اور سلامتی کی روح اُبھوے اور تعصب ہٹ دھرمی۔ زود رنجی۔ غداری کے ناپاک بیج کو ضایع کرے۔ عام معاملات پر رائے زنی کرتا ہوا دیانت داری انصاف پسندی کو ہاتھ سے نہ دیگا“

یہ ہیں وہ مقاصد جن کو لیکر الحکم جاری ہوا تھا پس جبکہ مُلک میں عام بے چینی اور اضطراب پھیلانے اور جہلا کو بھڑکانے کے لئے خود پرست لوگوں نے ایک خطرناک راہ اختیار کی ہو ایسی حالت اور صورت میں الحکم کا بھی فرض ہے کہ وہ مُسلمانوں اور دوسرے لوگوں کو اس راہ کی ہدایت کرے جو امن اور سلامتی کی راہ ہے اور چونکہ اس ہدایت کی اشاعت سلسلہ عالیہ احمدیہ کے اغراض و مقاصد میں لازمی ہے۔ اس لئے الحکم نے پولیٹیکل رنگ اختیار کرنے میں ضرورت وقت کو سمجھنے میں غلطی نہیں کھائی۔ الحکم قوم کا خادم ہے اور معاً مبشر بھی اس لئے وہ جو قومی ضرورت سمجھتا ہے اُسے بیان کر دیتا ہے۔ یہ سچ ہے کہ اگر الحکم ان مضامین کی طرف توجہ بھی نہ کرتا تو بھی احمدی قوم خدا تعالیٰ کے فضل اور اپنے سید و مولا امام علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعلیم اور ہدایت کے موافق پہلے ہی سے ہر قسم کی شورشوں سے الگ اور بیزار ہے تاہم یہ سلسلہ کے اخبارات کا فرض ہے کہ وہ بار بار قوم کو اس کے فرائض سے آگاہ کرتے رہیں جہاں وہ حضرت اقدس علیہ السلام کی حکمات اور نصائح کو درج کر کے بار بار قوم کو روحانی ترقی کے اسباب اور ذرایع سے مطلع کرتے رہتے ہیں وہاں گورنمنٹ انگلشیہ کی اطاعت اور وفاداری میں مضبوط اور ہر قسم کی مفسدانہ تحریکوں سے بیزاری کی ہدایت بھی اسی روحانی ترقی میں داخل ہے۔ اس لئے میں یقیناً جانتا ہوں کہ اس تبدیلی میں الحکم اپنے مقاصد کے دائرہ سے الگ نہیں ہوا بلکہ اس نے اس دائرہ کے اندر ہی قدم رکھا ہے۔ اور اس طریق سے یقیناً اس نے ملک اور قوم کی ایک خاص خدمت کی ہے جو اس کا فرض تھا۔

۱۰ (ضمیمہ)

میرا خیال نہیں یقین ہے کہ میرا محترم بھائی میرے اس بیان سے فائدہ اٹھائیگا اور وہ تھوڑے دنوں کے بعد دیکھ لیگا کہ انشاء اللہ الحکم کی ترتیب کا وہی عالم ہوگا جو تھا اس وقت بھی آفتاب وہی ہے مگر مطلع ابر آلود ہے اور شعاع وہی ہے مگر فانوس دوسرا ہے جس سے تبدیلی ترتیب کا گمان گذر سکتا ہے۔ انما الاعمال بالنیات

باقاعدہ احمدی جماعتیں قائم کرنے کی تحریک

یہ تحریک جو الحکم عرصہ سے ہوتی چلی آئی ہے اور جسکو اب سکرٹری صاحب صدر انجمن احمدیہ مدظلہ کے اندر لے آئے ہیں انھوں نے اخبارات اور خطوط کے ذریعہ مختلف جماعتوں کے قیام اور استحکام کی طرف توجہ کی ہے اور میرے لئے یہ خوشی اور اطمینان کا موجب ہے کہ سکرٹری صاحب کی توجہ موجب اثر پیدا کر رہی ہے۔

سیالکوٹ کی انجمن احمدیہ کے متعلق دوسری جگہ ایک مضمون درج کیا گیا ہے امید ہے وہ دوسری جماعتوں کے لئے مفید تحریک ہو۔ بنگہ ضلع جالندھر سے میرے عزیز اور محترم بھائی میاں رحمت اللہ صاحب (جو ایک پرجوش اور مخلص احمدی ہے) نے مجھے اطلاع دی ہے کہ وہ ضلع جالندھر کی کل جماعت کی مختلف مقامات پر باقاعدہ انجمنیں بنانے کی فکر میں ہیں اور بنگہ ضلع جالندھر کی صدر انجمن کا مقام ہوگا میں اس تجویز کو بہت پسند کرتا ہوں اور اُن کی یہ تجویز نہایت ہی مستحسن اور مفید ہے۔ ضلع جالندھر کی جماعتیں جن میں سے کریام - راہوں - بیرسیاں - کریم پور - لنگر طوبیہ وغیرہ کی جماعتیں اچھی اور بڑی جماعتیں ہیں اس کام میں میاں رحمت اللہ کو مدد دیں اور باقاعدہ رجسٹر طیار کئے جاویں۔ ہر جگہ کی انجمن اپنا تعلق بنگہ کی جماعت سے رکھے اور سب چندہ وہاں سے جمع ہو کر قادیان آجاوے۔ اس طرح پر قادیان میں جماعت بندی کا کام ہو جائیگا اور مطلب زیادہ وضاحت سے حاصل ہو سکیگا بہرحال میاں رحمت اللہ صاحب کو ضروری مدد دی جاوے اور ہر جگہ انجمنیں قائم کی جاویں۔

اسی ضمن میں یہ ذکر فضول نہیں ہوگا کہ چونکہ اجیت سنگھ مشہور مفویانہ تقریریں کرنے والا باغی ضلع جالندھر اور بنگہ ہی کے نواح کا رہنے والا تھا اس لئے میاں رحمت اللہ نے ضرورت وقت کو محسوس کر کے خاص بنگہ میں دو زبردست لیکچر دیئے جن میں گورنمنٹ انگلشیہ کے عہد کے برکات کھول کر بیان کئے اور غلط افواہوں کی تردید کر کے موجودہ بے چینی سے الگ رہنے کی لوگوں کو ہدایت کی۔ سب انسپکٹر صاحب بنگہ جو ایک مستعد اور شریف آدمی ہیں۔ خود ان جلسوں میں موجود تھے یہ جلسے نہایت کامیابی سے ختم ہوئے۔ فی الحقیقت یہ امر ہمارے سید و مولیٰ امام علیہ السلام کی خوشنودی کا موجب ہے کہ ہم اپنی گورنمنٹ کی وفاداری اور اطاعت میں سرگرمی دکھائیں اور ہر موقع پر عملی اظہار وفاداری کے لئے آمادہ رہیں۔

مختصر نوٹ

اہلحدیث جواب دے — ۳۱ مئی ۱۹۰۷ء کے اہلحدیث میں ایک خبر یوں لکھی ہے "معتبر خبر ہے کہ سہارنپور میں ایک بدذات نے اپنی ماں کیساتھ منہ کالا کیا (ایک حدیث کی تصدیق ہو گئی)" اہلحدیث نے جو جملہ اپنی طرف سے خطوط وحدانی میں لکھا ہے اسکے متعلق میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ وہ حدیث کس زمانہ سے متعلق ہے؟

آریوں کو بغاوت سے تعلق ہے

پیسہ اخبار کی گذشتہ اشاعت میں ایک آرٹیکل شائع کیا ہے سول ملٹری گزٹ کے حوالہ سے لکھنؤ کے معزز اخبار ہندوستانی نے ذیل کی خبر لکھی ہے کہ "نامہ نگار ملٹری گزٹ لکھتا ہے کہ لائلپور کے ایک مشنری نے خبر بھیجی ہے جس میں لکھا ہے کہ یہاں بکثرت آریہ ہیں بعد بازار میں بغاوت کی گفتگو ہوتی ہے ڈپٹی کمشنر کو سر عام گالیاں سناتے ہیں انکا حکم ہے کہ لیڈیاں وہ بہت جس نہ جاویں بلکہ اپنے بنگلوں کے باہر نہ نکلیں" اس خبر کو پڑھ کر کیا کوئی دانشمند یہی نتیجہ نہیں نکالیگا کہ موجودہ شورش آریوں کی شورش ہے۔

یکے و زدہ باشد و گر پردہ دار

اس مصرعہ کا مصداق پرکاش کا ایڈیٹر ہے جو خیالی آجکل پٹیالہ میں براجتے ہیں اور وہاں رہکر اجیت سنگھ کے مشن کی آبیاری کرنا چاہتے ہیں چنانچہ آجکل پرکاش کی جو حالت ہو وہ اسکے پڑھنے والے خوب جانتے ہیں کہ کن کن طریقوں سے آریوں کو ابھارا جاتا ہے اسکا ذکر تو میں الگ ایک مضمون میں کرونگا اسوقت مجھے اسکے اس ریمارک پر کچھ لکھنا ہے جو اُس نے ۱۱ جون ۱۹۰۷ء کے پرکاش میں ثناء اللہ امرتسری کی حمایت میں لکھا ہے اس میں آپ رقم طراز ہیں۔

"آجکل رعایا اور گورنمنٹ کے تعلقات بگڑ رہے ہیں بے اصولے لوگوں اور سوسائٹیوں کو اپنا کینہ نکالنے کا اچھا موقعہ ہاتھ آگیا ہے اس موقعہ سے فائدہ اٹھانے میں سب سے آگے مرزائی جماعت ہے جب میدان مباحثہ میں آریہ سماج سے نبرد آزما نہ ہو سکے تو آریہ سماج کو صفحہ ہستی سے اڑا دینے کے لئے مرزائی جیسیوں نے گورنمنٹ کو آریہ سماج کے خلاف بھڑکانا شروع کر دیا ہے۔"

یہ سطریں اس قلم اور دماغ کا نتیجہ ہیں جو ست ودیا کی ٹیک ویدپر ایمان لاتا ہے اور جو سچائی کے قبول کرنے کو ہمیشہ طیار رہنے کا مدعی اور دروغ گوئی کا فرزند بنتا ہے لیکن وہ لوگ جو موجودہ بے چینی کے اسباب اور واقعات سے ماہر ہیں اور جنھوں نے اس مضمون کو خوب مطالعہ کیا ہے وہ جانتے ہیں کہ جو الزام احمدی جماعت پر لگایا ہے۔ وہ کہاں تک سچ ہے۔

کیا مسٹر ٹیمپل اسٹیشن (؟) کی وہ تقریر جو انھوں نے آریہ سماج کے ڈیپوٹیشن کے جواب میں کی اس الزام کی بیہودگی کو ظاہر نہیں کرتی؟ اگر پنجاب کے کل ڈپٹی کمشنر مرزائی ہیں اور ان کے عہدے اور تعینات سب مرزائیوں کے ہاتھ میں ہیں تو شاید پرکاش کا یہ اعتراض کچھ وقعت رکھتا لیکن اگر ایسا نہیں تو پھر ان لوگوں سے جو نیوگ کی اولاد کو بھی اولاد صحیح اور صلبی یقین کرتے ہیں ایسے افترا کی شکایت شاید فضول ہو۔

آریہ سماج نے احمدیوں سے کب مباحثہ کیا کرتا تھا جبکہ آریہ سماج اور اسلام کا فیصلہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے امام و پیشوا اور لیکھرام آریہ مقتول کے مباہلہ کے انجام میں ہو چکا اسکے بعد اگر کوئی آریہ قلم اٹھاتا اور منہ چڑاتا ہے تو اُس کی بیحیائی ہے۔ اب بھی آریوں نے اپنی شوخی اور بیباکی سے اپنی نجاست ہی کا ثبوت دیا تو خدا تعالیٰ نے شبھ چنتک کے ایڈیٹر اور منیجر کی موت سے اسلام اور آرین ازم کا فیصلہ کر کے دکھلا دیا اور اگر پرکاش کے ایڈیٹر کو ابھی تک شبہ ہے کہ میدان آریوں کے ہاتھ میں ہے تو وہ لالہ ملاوامل اور شرمپت رائے ساکنان قادیان سے اس رسالہ کا جواب شائع کرائے جو قادیان کے آریہ اور ہم کے نام سے شائع ہوا ہے۔

بہرحال نیوگی مذہب زندہ اسلام کا مقابلہ کر سکے یہ تو امر محال ہے۔ آریوں نے اپنے طرز عمل سے جو کچھ ثابت کیا اُس کے نسبت سرجان ہیوٹ (؟) کی اس نتیجہ پر پہنچنا یا جو پبلک ہو چکا ہے اس معاملہ میں احمدیوں کو کوسنا اور ان کے ذمہ الزام دینا حماقت ہی نہیں بے حیائی بھی ہے جو پرکاش کے ایڈیٹر کو مبارک ہووے۔

پھر پرکاش کا ایڈیٹر مولوی ثناء اللہ امرتسری کی حمایت کرتا ہے اور اس مضمون کیوجہ سے جو الحکم کی کسی گذشتہ اشاعت میں بدخواہی سرکار کا نیا معلم کے عنوان سے شائع ہوا ہے گالیاں دیتا ہے پرکاش کے ایڈیٹر کا فی الحقیقت اس موقعہ پر فرض تھا کہ وہ ثناء اللہ کی حمایت اور ہمدردی کرتا کیونکہ ثناء اللہ نے لاجپت رائے کے آنسو بہائے تھے اسلئے ناشکری ہوتی اگر ثناء اللہ کی حمایت کا اظہار پرکاش نہ کرتا۔ لیکن ایک عجیب بات ہے جو مورخ کو یاد رکھنا چاہئے کہ پہلے تو پرکاش کا وکیل ایڈیٹر کہتا ہے کہ آریوں کے خلاف گورنمنٹ کو مرزائیوں نے بھڑکایا ہے اور اب ثناء اللہ کے معاملہ میں کہتا ہے کہ گورنمنٹ ان ناپاک کوششوں کو ضرور حقارت کی نظر سے دیکھتی ہوگی۔

میرا خیال نہیں بلکہ یقین ہے کہ میرا معزز بھائی میرے اس بیان سے فائدہ اٹھائیگا اور وہ تھوڑے دنوں کے بعد دیکھ لیگا کہ انشاء اللہ الحکم کی ترتیب کا وہی سلسلہ ہوگا جو تھا اس وقت بھی آفتاب وہی ہے مگر مطلع ابر ہے اور شمع وہی ہے مگر فانوس دوسرا ہے جس سے تبدیلی ترتیب کا گمان گذر سکتا ہے۔ انما الاعمال بالنیات

باقاعدہ احمدی جماعتیں قائم کرنے کی تحریک

یہ تحریک جو الحکم میں عرصہ سے ہوتی چلی آئی ہے اور جسکو اب سکرٹری صاحب صدر انجمن احمدیہ ضابطہ کے اندر لے آئے ہیں انھوں نے اخبارات اور خطوط کے ذریعہ مختلف جماعتوں کے قیام اور استحکام کی طرف توجہ کی ہے اور میرے لئے یہ خوشی اور اطمینان کا موجب ہے کہ سکرٹری صاحب کی توجہ موجب اثر پیدا کر رہی ہے۔

سیالکوٹ کی انجمن احمدیہ کے متعلق دوسری جگہ ایک مضمون درج کیا گیا ہے امید ہے وہ دوسری جماعتوں کے لئے مفید تحریک ہوگی۔ ضلع جالندھر سے میرے عزیز اور محترم بھائی میاں رحمت اللہ صاحب (جو ایک پرجوش اور مخلص احمدی ہے) نے مجھے اطلاع دی ہے کہ وہ ضلع جالندھر کی کل جماعت کی مختلف مقامات پر باقاعدہ انجمنیں بنانے کی فکر میں ہیں اور بنگہ ضلع جالندھر کی صدر انجمن کا مقام ہوگا۔ میں اس تجویز کو بہت پسند کرتا ہوں اور ان کی یہ تجویز نہایت ہی مستحسن اور مفید ہے۔ ضلع جالندھر کی جماعتیں جن میں سے کریام۔ راہوں۔ بیر سیال۔ کریم پورہ۔ لنگڑوعہ وغیرہ کی جماعتیں اچھی اور بڑی جماعتیں ہیں اس کام میں میاں رحمت اللہ کو مدد دیں اور باقاعدہ رجسٹر طیار کئے جاویں۔ ہر جگہ کی انجمن اپنا تعلق بنگہ کی جماعت سے رکھے اور سب چندہ وہاں سے جمع ہو کر قادیان آجاوے۔ اس طرح پر قادیان میں جماعت بندی کا کام کم ہو جائیگا اور مطلب زیادہ وضاحت سے حاصل ہوگا بہرحال میاں رحمت اللہ صاحب کو ضروری مدد دی جاوے اور ہر جگہ انجمنیں قائم کی جاویں۔

اسی ضمن میں یہ ذکر فضول نہیں ہوگا کہ چونکہ اجیت سنگھ مشہور مفسد باغی تقریریں کرنے والا باغی ضلع جالندھر اور بنگہ ہی کے نواح کا رہنے والا اتفاق تھا میاں رحمت اللہ نے ضرورت وقت کو محسوس کرکے خاص بنگہ میں دو زبردست لیکچر دیئے جن میں گورنمنٹ انگلشیہ کے عہد کے برکات کھول کر بیان کئے اور غلط افواہوں کی تردید کرکے موجودہ بے چینی سے الگ رہنے کی لوگوں کو ہدایت کی۔ سب انسپکٹر صاحب بنگہ جو ایک مستند اور شریف آدمی ہیں۔ خود ان جلسوں میں موجود تھے یہ جلسے نہایت کامیابی سے ختم ہوئے۔ فی الحقیقت یہ امر ہمارے سید و مولا امام کی خوشنودی کا موجب ہے کہ ہم اپنی گورنمنٹ کی وفاداری اور اطاعت میں سرگرمی دکھائیں اور ہر موقع پر عملی اظہار وفاداری کے لئے آمادہ رہیں۔

مختصر نوٹ

اہلحدیث جواب دے ۳۰ مئی ۱۹۰۷ء کے اہلحدیث میں ایک خبر یوں لکھی ہے "معتبر خبر ہے کہ سہارنپور میں ایک بدذات نے اپنی ماں کیساتھ منہ کالا کیا (ایک حدیث کی تصدیق ہوگئی)" اہلحدیث نے جو جملہ اپنی طرف سے خط وحدانی میں لکھا ہے اس کے متعلق میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ وہ حدیث کس زمانہ سے متعلق ہے؟

آریوں کو بغاوت سے تعلق ہے

میں نے الحکم کی گذشتہ اشاعت میں ایک آرٹیکل شائع کیا ہے سول ملٹری گزٹ کے حوالہ سے لکھنؤ کے معزز اخبار ہندوستانی نے ذیل کی خبر لکھی ہے کہ "نامہ نگار ملٹری گزٹ لکھتا ہے کہ لائل پور کے ایک مشنری نے تحریر بھیجی ہے جس میں لکھا ہے کہ یہاں بکثرت آریہ ہیں اور بازاروں میں بغاوت کی گفتگو ہوتی ہے ڈپٹی کمشنر کو سر عام گالیاں دیجاتی ہیں انکا حکم ہے کہ لیڈیاں دیہات میں نہ جاویں بلکہ اپنے بنگلوں کے باہر نہ نکلیں" اس خبر کو پڑھکر کیا کوئی دانشمند یہی نتیجہ نہیں نکالیگا کہ موجودہ شورش آریوں کی شورش ہے۔

یکے دزد باشد دگر پردہ دار

اس مصرعہ کا مصداق پرکاش کا ایڈیٹر ہے جو غالباً آجکل پٹیالہ میں رہتے ہیں اور وہاں رہکر اجیت سنگھ کے مشن کی آبیاری کرنا چاہتے ہیں چنانچہ آجکل پرکاش کی جو حالت ہے وہ اسکے پڑھنے والے خوب جانتے ہیں کہ کن کن طریقوں سے آریوں کو ابھارا جاتا ہے اسکا ذکر تو میں الگ ایک مضمون میں کرونگا اسوقت مجھے اسکے اس ریمارک پر کچھ لکھنا ہے جو اس نے ۱۹ جون ۱۹۰۷ء کے پرکاش میں ثناء اللہ امرتسری کی حمایت میں لکھا ہے اس میں آپ رقم طراز ہیں۔

"آجکل رعایا اور گورنمنٹ کے تعلقات بگڑ رہے ہیں بے اصولے لوگوں اور سوسائٹیوں کو اپنا کینہ نکالنے کا اچھا موقعہ ہاتھ آگیا ہے اس موقعہ سے فائدہ اٹھانے میں سب سے آگے مرزائی جماعت ہے جب میدان مباحثہ میں آریہ سماج سے نبرد آزما نہ ہوسکے تو آریہ سماج کو صفحہ ہستی سے اڑا دینے کے لئے مرزائی چیلوں نے گورنمنٹ کو آریہ سماج کے خلاف بھڑکانا شروع کر دیا ہے۔"

یہ سطریں اس قلم اور دماغ کا نتیجہ ہیں جو ست ودیا یعنی پتک وید پر ایمان لاتا ہو اور جو سچائی کے قبول کرنیکو ہمیشہ طیار رہنے کا مدعی اور دروغ گوئی کا فرزند خلف ہے لیکن وہ لوگ جو موجودہ بے چینی کے اسباب اور واقعات سے ماہر ہیں اور جنھوں نے اس مضمون کو خوب مطالعہ کیا ہے وہ جانتے ہیں کہ جو الزام احمدی جماعت پر لگایا ہے۔ وہ کہاں تک سچ ہے۔

کیا مسٹر ڈینسن ایل ایڈسن کی وہ تقریر جو انھوں نے آریہ سماج کے ڈیپوٹیشن کے جواب میں کی اس الزام کی بیہودگی کو ظاہر نہیں کرتی؟ اگر جناب کے کل ڈپٹی کمشنر مرزائی ہیں اور انکے قبضہ میں تحقیقات سب مرزائیوں کے ہاتھ میں ہیں تو شاید پرکاش کا یہ افترا کچھ حقیقت رکھتا لیکن اگر ایسا نہیں تو پھر ان لوگوں سے جو نیوگ کی اولاد کو اپنی اولاد صحیح اور صلبی یقین کرتے ہیں ایسے افترا کی شکایت شاید فضول ہو۔

آریہ سماج نے احمدیوں سے مباحثہ کیا کرنا تھا جبکہ آریہ سماج اور اسلام کا فیصلہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے امام پیشوا اور لیکھرام آریہ مقتول کے مباہلہ کے انجام میں ہو چکا ہے اسکے بعد اگر کوئی آریہ قلم اٹھاتا اور منہ کھولتا ہے تو اس کی بیحیائی ہے۔ اب بھی آریوں نے اپنی شوخی اور بیباکی سے اپنی نجاست ہی کا ثبوت دیا تو خدا تعالیٰ نے شبھ چنتک کے ایڈیٹر اور منیجر کی موت سے اسلام اور آریہ رزم کا فیصلہ کر دکھایا۔

اور اگر پرکاش کے ایڈیٹر کو ابھی تک شبہ ہے کہ میدان آریوں کے ہاتھ میں ہے تو وہ لالہ ملاوامل اور شرمپت رائے ساکنان قادیان سے اس رسالہ کا جواب شائع کرائے جو قادیان کے آریہ اور برہم کے نام سے شائع ہوا ہے۔

بہرحال نیوگی مذہب زندہ اسلام کا مقابلہ کر سکے یہ تو امر محال ہے۔ آریوں نے اپنے طرز عمل سے جو کچھ ثابت کیا اس نے زمرواناً فیصلہ کر کے اس نتیجہ پر پہنچایا جس سے پبلک بخوبی واقف ہوچکی ہے اس معاملہ میں احمدیوں کو کوسنا اور انکے ذمہ الزام دینا حماقت ہی نہیں بیحیائی بھی ہے جو پرکاش کے ایڈیٹر کو مبارک ہو۔

پھر پرکاش کا ایڈیٹر مولوی ثناء اللہ امرتسری کی حمایت کرتا ہے اور اس مضمون کیوجہ سے جو الحکم کی کسی گذشتہ اشاعت میں "بد خواہ سرکار کا نیا معلم" کے عنوان سے شائع ہوا ہے گالیاں دیتا ہے پرکاش کے ایڈیٹر کا فی الحقیقت اس موقعہ پر فرض تھا کہ وہ ثناء اللہ کی حمایت اور ہمدردی کرتا کیونکہ ثناء اللہ نے لاجپت رای کیلئے آنسو بہائے تھے اسلئے ناشکری ہوتی اگر ثناء اللہ کی حمایت کا اظہار پرکاش نہ کرتا۔ لیکن ایک عجیب بات ہے [illegible] پہلے تو پرکاش کا وکیل ایڈیٹر کہتا ہے کہ آریوں کے خلاف گورنمنٹ کو مرزائیوں نے بھڑکایا ہے اور اب ثناء اللہ کے معاملہ میں کہتا ہے کہ گورنمنٹ ان ناپاک کوششوں کو ضرور حقارت کی نظر سے دیکھتی ہوگی۔

ویدک تعلیم واقعی عالمگیر نہیں ہے

بیساکھ سنہ ۴۲ - مطابق ۱۶ر اپریل سنہ ۱۹ء کے اخبار پرکاش لاہور میں زیر "سمواد کالم" ایک مضمون جس کا عنوان "ویدک تعلیم واقعی عالمگیر ہے" شائع ہوا ہے جو کسی صاحب "شرما" نامی نے لکھا ہے۔ چونکہ راقم مضمون نے ویدک تعلیم کے عالمگیر ثابت کرنے کے لئے وہ روپہ اختیار کیا ہے جو کہ ویدک تعلیم کے اصول میں داخل نہیں ہے بلکہ صریحاً اسکی تعلیم کے برخلاف ہے نیز یہ کہ ویدک تعلیم بموجب اوس کے مسلمہ اصول کے ہرگز ہرگز عالمگیر نہیں ہو سکتی اور شرما صاحب اسپر زور دیتے ہیں کہ ویدک تعلیم واقعی عالمگیر ہے اور اس کے ثبوت دیتے وقت یہ ہرگز نہیں خیال کرتے کہ کہیں وہ ویدک اصول کے برخلاف تو نہیں کلام کر رہے ہیں۔ اسلئے ہم نے مناسب سمجھا کہ ویدک اصول کی چھان بین کر کے اس امر کی طرف ناظرین الحکم کی توجہ مبذول کریں کہ جو کچھ شرما صاحب نے تحریر فرمایا ہے وہ محض غلط اور قطعاً بے بنیاد ہے یعنے اون کا یہ فرمانا کہ ویدک تعلیم واقعی عالمگیر ہے کسیطرح بھی قابل پذیرائی نہیں ہے اور کہ ویدک اصول کے بموجب بھی ثابت ہوتا ہے کہ ویدک تعلیم کو عالمگیر ہونے کا اقرار کرنیوالا سخت سے سخت غلطی کہاتا ہے نیز دوسروں کو بھی غلط فہمی میں مبتلا کرنا چاہتا ہے۔ اب پہلے ہم وہ مقدمات بیان کرتے ہیں کہ جن کی بناپر سائل نے ویدک تعلیم کے عالمگیر ہونے سے انکار کیا تہا بعد اس کے بعد کچھ حصہ اُن مقدمات کے اوس جواب کا لکھتے ہیں جو کہ شرما صاحب نے ویدک اصول کے خلاف بیان کر کے ویدک تعلیم کو عالمگیر ثابت کرنے کے لئے ہاتھ پیر مارے ہیں مگر باوجود اس سعی کے پہر بھی بعض اصول ایسے بیان کر دیئے ہیں کہ جن سے بموجب اون کی تحریر کے بھی ویدک تعلیم کے عالمگیر ہونے کا انکار کرنا پڑتا ہے جیسا کہ اس مضمون کو پڑھنے سے ثابت ہوگا۔ اور وہ مقدمات جنکی بناپر ویدک تعلیم کے عالمگیر ہونیسے انکار کیا گیا تہا ہم صرف اصل مقدمات درج کرنا ہی مناسب سمجھتے ہیں اور ایسے ہی صرف شرما صاحب کی تحریر کا کسیقدر حصہ اور ان مقدمات کی بناپر جو کچھ اعتراض کئے گئے تھے اون کا لکھنا بخوف طول ہو جانے مضمون ہذا کے مناسب نہیں سمجھتے نیز اسوجہ سے کہ شرما صاحب کی تحریر سے اعتراضات کی ماہیت اچھی طرح معلوم ہو سکتی ہے۔

مقدمات یہ ہیں

(۱) عالمگیر مذہب کا ذاتی تقاضا ہوتا ہے کہ سب لوگ اسے قبول کریں

(۲) عالمگیر مذہب میں سب لوگوں کا حصہ مساوی ہوتا ہے یعنے سب لوگ اسکی ہدایتوں پر عمل کرنے کا حق رکھتے ہیں۔

(۳) جو کام ایک مرد انسانی کرے دوسروں سے بھی ممکن ہے اگر کوئی مانع نہ ہو تو وقوع بھی ہو سکتا ہے۔

(۴) ممکن کے وقوع سے محال لازم نہیں آتا۔

ان میں سے دو نو موخر الذکر مقدمات کو "شرما صاحب" نے بغیر کسی تغیر و تبدل کے قبول کر لیا ہے مگر اول الذکر دو میں کسی قدر تبدیلی کی ہے یعنے مقدمہ اول کو اسطرح پر قبول کیا کہ "عالمگیر مذہب کا تقاضا ہوتا ہے کہ سب مجھے قبول کریں بشرطیکہ لوگ آودیا سے بری ہوں" اور پہر ایک نوٹ کے ذریعہ ظاہر کیا ہے کہ آودیا کے اندر جہالت تعصب۔ کج فہمی۔ خود غرضی۔ نا اہلیت (دماغی و جسمانی)

وغیرہ بہت سے اصطلاحات شامل ہیں۔ ... کہ یہ ایک مسلمہ عالمگیر اصول ہے کہ پرائی استری کی خواہش نہیں کرنی چاہیئے اور عقل سلیم اس امر کی مقتضی ہے کہ اس اصول کو قبول کرے مگر شہوت کے غلام جنکی آنکھوں پر آودیا (جہالت) کا پردہ چھایا ہوا ہوتا ہے اس اصول کو قبول نہیں کرتے چنانچہ تجربہ میں آیا ہے کہ بعض لوگ یہاں تک گرجاتے ہیں کہ اپنے بیٹے تک کی عورت کو نہیں چھوڑتے"

اگر یہ ایک مسلمہ عالمگیر اصول ہے کہ پرائی استری کی خواہش نہیں کرنی چاہیئے اور عقل سلیم بھی اس امر کی مقتضی ہے کہ اس اصول کو قبول کرے اور کہ شہوت کے غلام جن کی آنکھوں پر آودیا کا پردہ چھایا ہوتا ہے اس اصول کو قبول نہیں کرتے تو اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ مسئلہ نیوگ کا ایجاد کرنیوالا یا اس کو رواج دینے کا شایق ہرگز ہرگز وہ ودان نہیں ہو سکتا اور ایسی کتاب جسمیں یہ تعلیم دیجاوے کہ اس حالت میں کہ لڑکا نہیں ہوتا یا صرف لڑکیاں ہوتی ہیں یا بسبب جوانی کے رہا نہیں جاتا ہر گرہست دیاؤں کی پستک نہیں ہو سکتی کیونکہ جب یہ ایک عالمگیر اصول ہے کہ پرائی استری کی خواہش نہیں کرنی چاہیئے جسکو کہ عقل سلیمہ بھی قبول کرتا ہے تو پھر کیونکر ایسی کتاب جسکی تعلیم کا منشا یہ صاف طور پر اجازت دیتا ہے کہ تم پرائی استری سے اولاد کے بہانہ سے تعلق پیدا کر سکتے ہو قابل تسلیم ہو یا کہ عالمگیر ہونے کا حق رکھ سکے آریہ پرشوں کے کہنے کے بموجب نیز ستیارتھ پرکاش کی تحریر کے بموجب نیوگ ایک رسم ہے جو کہ وید نے ظاہر کی ہے نیز اوس نے یہی ظاہر کیا ہے کہ نیوگ شریشٹ کرم ہے اور اس کے روکنے سے پاپ ہوتا ہے یعنے جس کو نیوگ کرنے کرانے کی حاجت ہے مگر وہ نیوگ کرتا کراتا نہیں وہ سخت پاپی ہے جیسا کہ سوامی دیانند جی ستیارتھ پرکاش میں تحریر فرماتے ہیں۔ پس جب یہ ثابت ہو کہ یہ ایک عالمگیر اصول ہے کہ پرائی استری کی خواہش نہیں کرنی چاہیئے جسکو کہ عقل سلیم بھی قبول کرتی ہے نیز پرائی استری کی خواہش کرنیوالے وہی پرش ہوتے ہیں جن کی آنکھوں پر آودیا کا پردہ چھایا ہوتا ہے تو کیوں نہ ہم قبول کر لیں کہ ویدک تعلیم آودیا سے ہی بہرہ ہو رہی ہے نیز عالمگیر ہونے سے بھی بری ہے جس کو کہ عقل سلیم بھی دھکے دیتی ہے۔ شرما صاحب نے ہمارے خیال میں یہ ایک ایسا عجیب گرو ویدک تعلیم کے پرکھنے کا پیش کر دیا ہے کہ اس کے ہوتے ہوئے کسی خارجی دلایل کی حاجت نہیں ہے نیز اس سے یہ بھی خیال کرنیکا حق حاصل ہو جاتا ہے کہ گرو بڑا یا چیلا؟ کیونکہ گرو کے نزدیک ایک فعل شبھ کرم اور موجب ثواب اور ترقی نسل کا ذریعہ ہے جس کے روکنے سے پاپ ہوتا ہے مگر چیلے کے نزدیک وہی فعل نہ صرف پاپی ہونے کا ذریعہ ہے بلکہ دوسرے کی عورت کی اچھیا (خواہش) کرنیوالے کو شہوت کا غلام اور آودیا سے بہرہ ور تسلیم کرنا چاہیئے جو کہ کسیطرح بھی عقل سلیم کے مطابق نہیں ہے نیز عالمگیر اصول کے بھی برخلاف ہے۔ پس اس سے صاف ظاہر ہے کہ چونکہ عالمگیر اصول یہ ہے کہ کسی کی استری کی اچھیا (خواہش) نہیں کرنی چاہیئے اور عقل سلیم اس کو قبول کرتی ہے مگر وید حکم دیتا ہے کہ تم اولاد کا بہانہ کر کے نہ صرف ایک شخص کی استری کی اچھیا (خواہش) کرو بلکہ دس شخصوں کی استریوں کی باری باری سے اچھیا کرو اور کہتا ہے کہ جو کوئی باوجود ضرورت کے دوسرے کی عورت کی

اس تبدیلی کے بعد شرما صاحب نے ان مقدمات کی چھان بین کی ہے
جنکو کہ پیش کر کے سائل نے ویدک تعلیم کے عالمگیر ہونے سے انکار کیا تھا
چنانچہ پہلے اعتراض کا ذکر کرتے ہوئے شرما صاحب نے یوں خامہ فرسائی
کی ہے "پہلا اعتراض یہ ہے کہ ویدک تعلیم پر کاربند ہونے سے دنیا کا
انتظام بگڑ جاتا ہے کیونکہ تمام لوگوں کے نیک کردار ہو جانے سے گائی
اور گھوڑا وغیرہ جانور پیدا نہ ہوں گے تو پھر سواری اور دودھ وغیرہ
کا انتظام نہ ہو سکیگا مگر یہ اعتراض محض غلط فہمی پر مبنی ہے اس کے اندر
دو غلط فہمیاں ہیں ایک تو یہ کہ دنیا کے موجودہ انتظام کے سوائے
دوسرا کوئی مکمل انتظام نہیں ہو سکتا اور دوسرے یہ کہ سواری اور
دودھ کے ذرائع صرف گھوڑا اور گائی ہی ہیں اور کہ یہ اشیاء دیگر کسی ذریعہ
سے بہم نہیں پہونچ سکیں مگر مولوی صاحب اسبات کو تسلیم کرتے ہیں کہ
خدا قادر مطلق ہے٭ پس اگر اس نے سواری کے واسطے گھوڑا اور
دودھ کے واسطے گائی کو نہ پیدا کیا ہوتا تو وہ سواری کے اور دودھ

٭ مولوی صاحب کے قایل ہونے سے کیا بنتا ہے ؟ عجیب عقل ہے !
سوال تو ویدک تعلیم کی نسبت اور ویدک عقاید کی نسبت درپیش ہے مگر
شرما صاحب انہیں خواہ مخواہ مولوی صاحب کے عقاید کو ملا کر گڑبڑی ڈالکر
دھوکا دینا چاہتے ہیں دیکھنا تو یہ چاہیے تھا کہ آیا ویدک تعلیم خدا کے قادر
مطلق ہونے کو بیان کرتی ہے کہ نہیں نہ یہ کہ دوسرے کا اعتقاد پیش کر کے
اپنے عقاید کے سچے ثابت کرنے کے لیے طبع آزمائی کیجاوے ؟ ویدک
تعلیم کے رو سے پرمیشر ہرگز ہرگز ایسا قادر مطلق نہیں جیسا کہ مولوی
صاحب یا دوسروں کو مسلم ہے جیسا کہ دیانندجی ستیارتھ پرکاش کے
صفحہ ۲۸۱ میں اس کی نسبت یوں تحریر فرماتے ہیں کہ "جو قدرتی اصول ہیں مثلاً
آگ گرم پانی ٹھنڈا اور مٹی وغیرہ تمام غیر ذی شعور ہیں انکی طبعی صفت کو پرمیشر
بھی پلٹ نہیں سکتا اور پرمیشر کے اصول سچے ہیں اس لیے ان میں تبدیلی
نہیں پس سرب شکتی مان (قادر مطلق) کے معنے صرف اسی قدر ہیں"

(بقیہ حاشیہ در حاشیہ) اگر پرمیشر طبعی صفت کو پلٹ نہیں سکتا تو اس سے ثابت
ہوا کہ تناسخ غلط ہے کیونکہ جب ایکطرف تو یہ امر تسلیم شدہ آریہ سماج کے
نزدیک ہے کہ پرمیشر نیست سے ہست نہیں کر سکتا دوسری طرف اقرار ہے

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) اچھا نہ کرے وہ پاپی ہوتا ہے یعنی جسکو نیوگ کی حاجت
ہو اور وہ نیوگ کرے کرائے نہیں وہ پاپی ہوتا ہے - اب بموجب تحریر
شرما صاحب کے یہ ایسا کام ہے جو عالمگیر اصول ہونیسے خارج ہے نیز عقل
سلیم کے خلاف ہے اور ایسا ہی یہ کام سوائے شہوت کے غلاموں کے اور
کسی کے نہیں ہو سکتے کہ دوسرے کی استریوں کو اپنے قابو میں کرنے کی چھپا
رکھتے ہوں اور وید نے یہ تعلیم دی ہے لہذا شرما صاحب کی تحریر نے ہی
فیصلہ کر دیا کہ وید عالمگیر اصول ہونے کے قابل نہیں ہے دوسرے عقل
سلیم کے خلاف ہے تیسرے وہ کام صرف شہوت کے غلام کیا
کرتے ہیں - چوتھے بے عزتی اور دیوثی کا کام ہے - پس ثابت
ہوا کہ ویدک تعلیم واقعی عالمگیر نہیں ہے - اور یہ ایک ایسی دلیل ہے
جو شرما صاحب کے دماغ سے نکلی ہے اور جن دلائل سے ہم نے ویدک تعلیم
کے عالمگیر ہونے کا خاکہ اوڑایا ہے وہ اصل مضمون میں ملاحظہ کرنا
چاہیے - یہ تو ایک نوٹ تھا جو عرض کیا گیا - منہ

پہونچانے کے واسطے دیگر انتظام با آسانی کر سکتا تھا اور کر سکتا ہے
خود سمجھ سکتے ہیں کہ اگر انکی پیدائش سے پہلے گھوڑا اور گائی کا وجود
انکی بجائے موٹر گاڑیاں اور کیمیائی خوراک دنیا میں رائج ہوتی تو
کو گھوڑے اور گائے کی وجود کی ضرورت محسوس ہی نہ ہوتی - مہ
میں خدا نے بنظر کفایت ارواح کو ان کی بدکرداریوں کی سزا بھگتنا
رکھی ہے اور ان کے وجود سے انسانوں کو فائدہ پہونچاتا ہے
میں یہ تمام تحریر اعتراضات کا کافی جواب متصور ہو سکتی ہے مگر د
تعلیم کے اوراق کا مطالعہ کیا ہوا ہرگز ہرگز اس کو تسلیم نہیں کرے
دیانندی عقاید کو مدنظر رکھکر دیئے گئے ہیں کیونکہ شرما صاحب کی ش
یہ ہے کہ پرمیشر نے یہ تمام کام بنظر کفایت کئے ہیں اور کہ وہ دوسا
علاوہ کرنے کی طاقت رکھتا ہے اس لئے کہ وہ بموجب تحریر شرما

(بقیہ حاشیہ کالم اول) کہ پرمیشر کسیکی مدد کے بغیر اپنے سب کام پورے کرتا
اس تحریر سے صاف ظاہر ہے کہ پرمیشر دوسرے انتظام کی طاقت نہیں
کیونکہ ایک تو وہ نیست سے ہست کرنے کی طاقت نہیں رکھتا دوسری طبعی
بدل نہیں سکتا تیسرے اس کا تجربہ نہیں ہے - پس ویدک تعلیم کے بموجب
ہزاروں اعتراض وارد ہوتے ہیں تو کیونکر تسلیم کیا جاوے کہ ترک گناہ
حالتمیں دنیا کا انتظام کوئی اور ہونا پرمیشر سے ممکن ہے ؟ اجی شرما صاحب
جب پرمیشر کے ایکطرف آپ نیست سے ہست کرنے کے قایل نہیں ہیں
طرف ذرہ ذرہ کو معہ اسکی قوتوں طاقتوں استعدادوں کے از خود ہیں
مانتے ہیں تیسری طرف یہ قایل ہیں کہ پرمیشر طبعی صفت کو پلٹنے کی طاقت نہیں
رکھتا چوتھے اس کو منصف مانکر یہ جتلاتے ہیں کہ وہ کرموں کے انوسار

(بقیہ حاشیہ در حاشیہ کالم ۱-) کہ وہ ذاتی صفت یعنی طبعی صفت کو پلٹ نہیں سکتا تو
اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ کوئی انسان حیوان نہیں بن سکتا اور نہ کوئی حیوان
انسان ہو سکتا کیونکہ یہ اسکی طبعی خاصیت کے صریحاً خلاف ہے اور کہ انسانی
اور حیوانی اطوار ایک دوسرے کے خلاف ہیں مثلاً انسان طبعاً صفائی کا
خواہشمند ہے اور میل کچیل سے نفرت رکھتا مگر حیوان جیسے کہ سور میل کچیل
سے بہت پیار کرتا ہے ایسا ہی کوا اور گدھ وغیرہ بھی میلے سے محبت رکھتے ہیں
اور انہیں اپنی راحت کا سامان سمجھکر اس کے گرد آجمع ہوتے ہیں - پس جب
یہ اصول درست تسلیم کیا جاوے کہ طبعی صفت کو پرمیشر پلٹ نہیں سکتا تو یہ
اصول کبھی نہیں مانا جا سکتا کہ کوئی انسان سور یا کوا وگدھ اپنے گناہوں کی
شامت اعمال سے بن سکتا ہے پس اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ تناسخ غلط ہے
نیز ایسی تعلیم محض غلط ہے اور ہرگز ہرگز عالمگیر نہیں ہے - منہ

٭٭ عجیب ڈھکوسلے شاہی مذہب ہے ! کہیں تو اقرار ہے کہ پرمیشر نیست سے ہست نہیں
کر سکتا کہیں اقرار ہے کہ پرمیشر بغیر امداد غیری اپنے سب کام پورے کر سکتا ہے
جب وہ بغیر کسی کی امداد کے اپنے سب کام پورے کر سکتا ہے تو مادہ اور
روحوں کے انادی ماننے کی کیا ضرورت پڑی تھی نیز جب وہ نیست سے
ہست کرنے کی طاقت نہیں رکھتا تو بغیر امداد غیری اپنے سب کام کرنے کے
کیا معنے ہوئے ؟ ایسا ہی اوس کو اپنی پرمیشری چلانے کی خاطر اعمال کی
ضرورت ہی کیا تھی ؟ ہماری سمجھ میں نہیں آتا کہ باوجود اس اقرار کے کہ
پرمیشر نیست سے ہست نہیں کر سکتا اور کہ اپنی طاقت سے پرمیشر کسی شے
کی طبعی صفت کو پلٹ نہیں سکتا کس طرح بلا امداد غیری اپنے کام کے
لایق تسلیم کیا جا سکتا ہے جبکہ وہ ایک جیونٹی بنانے کے لئے بھی ذروں

قادر مطلق بھی ہے مگر ویدک تعلیم کے رو سے وہ چونکہ قادر مطلق نہیں اور نہ اس کا کچھ اقتدار ہے بلکہ وہ نیست سے ہست کرنے سے بھی معذور ہے اور کہ ذاتی خاصیت کو پلٹنے سے مجبور ہے تو اس حالت میں کیسے تسلیم کیا جاوے کہ موجودہ انتظام بہ نظر کفایت کیا گیا کیونکہ کفایت شعاری بھی اختیار کرنا اوسی کے لئے ممکن ہے جو کہ خود بھی اختیار اور قدرت رکھتا ہو نہ یہ کہ دوسروں کے سہارے اپنے اختیار چلا کر کفایت شعار بننے کا دعویدار ہو اب اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ موجودہ انتظام گائے گھوڑا وغیرہ کا بہ نظر کفایت نہیں کیا گیا بلکہ بہ سبب مجبوری کیا گیا اور یہ ظاہر ہے کہ ویدک تعلیم کے بموجب گھوڑے گائیں وغیرہ کے وجود انسانوں کی فلاح وبہبودی کے خاطر انہیں بنائے گئے بلکہ محض گناہوں کی شامت اعمال کا نتیجہ ہے جو گائے اور گھوڑے وغیرہ کے وجود نظر آتے ہیں اور کہ اگر گناہوں کا وجود دنیا سے معدوم ہو جاوے تو ساتھ ہی اُس کے گائے گھوڑا بکری پرند سبزی میوجات وغیرہ بھی - - - معدوم ہو جاویں اور پرمیشر کی پرمیشری کا دیوالا نکل جاوے کیونکہ بقول ویدک تعلیم وہ اس قسم کا پرمیشر ہے کہ دنیا و ما فیہا اس کے نہ تو ارادے سے پیدا ہوئے ہیں اور نہ وہ اپنے ارادے سے کچھ پیدا کر سکتا ہے اور یہ اصول دیانندی پنتھ کے نزدیک مسلم ہے کہ پرمیشر نیست سے ہست کرنے کی طاقت نہیں رکھتا اور نہ یہ طاقت رکھتا ہے کہ کسی کی ذاتی خاصیت کو پلٹ دے اور اگر دوڑ دھوپ کر ایسا کرے بھی تب بھی آریہ مہاشے گن ایسے اوس کے سیاہ دشمن ہیں کہ ستیارتھ صـ۲۳۰ دکھلا کر ان الفاظ کے ذریعہ کہ "جو سلسلہ کائنات کے مطابق ہو وہ حق اور جو سلسلہ کائنات کے مخالف ہو وہ باطل ہے" اس کی تردید کر دیتے ہیں پھر کون ایسا دل وگردہ والا ہے کہ مہاشہ شیرجی کی یہ تحریر جو چھوٹا منہ بڑی بات کے مصداق ہے تسلیم کرے کہ "پرمیشر دودھ وسواری ہم پہونچانے کے واسطے دیگر انتظام بآسانی کر سکتا تھا اور کر سکتا ہے" اجی مہاشہ صاحب کہاں سے کر سکتا ہے؟ اور کیسے کر سکتا ہے ذرا ویدک تعلیم کو مدنظر رکھکر جواب تو دیں کہ ایسا پرمیشر جس کی شکل آپ نے یہ پیش کی ہے کہ (۱) وہ نیست سے ہست نہیں کر سکتا (ب) وہ طبعی صفت کو پلٹ نہیں سکتا (ج) وہ سلسلہ کائنات کے برخلاف نہیں کر سکتا۔ (د) وہ گناہ معاف نہیں کر سکتا (ہ) وہ کسی پر رحم کر کے اپنے پاس سے بطور احسان کے کچھ نہیں دے سکتا اور نہ اعمال کے بغیر کچھ دینے کا حق رکھتا ہے۔ تو کیسے مان لیا جاوے کہ کچھ اور انتظام کی قابلیت رکھتا ہے آپ کا یہ فرمانا تو بیشک قابل تعریف ہے کہ "قادر مطلق خدا کی نسبت ایسا خیال رکھنا کفر سے کم نہیں ہے کہ وہ موجودہ انتظام کے بغیر کچھ نہیں کر سکتا" اجی مہاشہ صاحب! ہم نے تو پہلے تسلیم کر لیا ہے کہ آپ کے سوامی جی بڑے کافر ہے اور ایسے ہی وہ ویدک تعلیم جن کو سوامی جی نے پیش کیا ہے سراسر کفریات کا ذخیرہ ہے کہ جنہیں پرمیشر کو کمزور ظاہر کیا گیا ہے کہ وہ اپنے ارادے سے ایک تنکا بھی نہیں توڑ سکتا! ہمارے نزدیک تو گائے کی بجائے دودھ کا دوسرا کیا بلکہ تیسرا چوتھا انتظام ہو جانا نہ صرف ممکن بلکہ قرین قیاس اور یقینی ہے ایسا ہی گھوڑے کی بجائے موٹر گاڑی یا بائیسکل۔ ریل یا کسی دوسری سواری کا ہو جانا بھی یقینی امر ہے کیونکہ ہم نے جس خدا کو قبول کیا ہے وہ "فعال لما یرید" ہے یعنی جو چاہتا ہے کر لیتا ہے اور کہ جسقدر چیزیں نظر آتی ہیں یا جسقدر چیزیں نظر نہیں آسکتی ہیں وغیرہ وغیرہ کل اشیاء معہ اپنی قوتوں طاقتوں استعدادوں اور کششوں کے مخلوق ہیں یعنے اوسی بیچون وبیچگون ہستی نے پیدا کی ہیں اور جسقدر نعمتیں ہم کو مل رہی ہیں یہ سب اوسی قادر خدا نے اپنی محض عنایات ازلی سے عطا کی ہیں جنہیں گھوڑے سواری کے لئے اور گائے دودھ کے لئے اور گائے کا گوشت کہانے کے لئے چمڑہ جوتی بنانے کیلئے بھی شامل ہے۔ اسلئے ہمارے نزدیک ان کے علاوہ دوسرا انتظام خدا تعالیٰ کے نزدیک کر دینا بہت ہی سہل کام ہے مگر آپ کے نزدیک دوسرا کوئی انتظام کرنا بہت ہی مشکل ہے کیونکہ تمہارا پرمیشر نیست سے ہست نہیں کر سکتا اور نہ کسی کی طبعی خاصیت کو بدل سکتا ہے اور نہ سلسلہ کائنات کے خلاف کوئی دوسرا انتظام کر سکتا ہے بدیں وجہ موٹر گاڑی کا سواری کے لئے اور کیمیائی خوراک کا ہونا بہت مشکل ہے۔ ہمارے یقین کی تائید القادر خدا نے موٹر گاڑیاں اور کیمیکل فوڈ پیدا کر کے بھی دکھلا دی ہے جس سے باوجودیکہ آپکے دیانندی عقائد کے بخیے اُڑ گئے پھر بھی خواہ مخواہ آپ لوگ وید ست وِدیا کی پتنک بنا کر اسکی تعلیم کو عالمگیر ہونے پر زور دے رہے ہیں حالانکہ ویدک تعلیم اس قسم کی واقع ہوئی ہے کہ وہ ہرگز ہرگز عالمگیر ہونے کا حق نہیں رکھتی اور معلوم ہوتا ہے کہ وہ ایسے آدمیوں کی گھڑی ہوئی ہے کہ جنکو معرفت الٰہی سے مطلق حصہ نہیں ملا اور انہوں نے انسانی کمزوریاں قیاس کر کے پرمیشر کی ایسی تصویر کھینچ دی کہ جسکو دیکھکر کبھی بھی یقین نہیں آسکتا کہ ایسی کمزوریاں رکھنے والی ہستی پرمیشری کی کرسی کے لائق ہے۔ تعجب کہ جبحالتیہں یہ یقین کیا جاتا ہے کہ پرمیشر نیست سے ہست نہیں کر سکتا اور نہ سلسلہ کائنات کے برخلاف کر سکتا ہے اور نہ طبعی خاصیت کو بدل سکتا ہے اور نہ اعمال کے بدون کچھ نیکی وبدی کا ثمرہ عطا کر سکتا ہے پھر کس بنا پر اس سے کسی اور انتظام کی امید رکھی جاتی ہے؟ ویدک تعلیم سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ جو کچھ ہے وہی اپنے گناہوں اور شامت اعمال سے ادل بدل کر کچھ کا کچھ بنتا رہتا ہے یا بر اسکے نام نہاد پرمیشر ادن کو ادھر سے اُدھر اور ادھر سے ادھر کرتا رہتا ہے نیز چونکہ وہ منصف ہے اور ہر ایک کی کرتوت کا

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) پھل دیتا ہے تو پھر کس موہنہ سے کسی اور انتظام کرنے پر اس کا اقتدار بیان کرتے ہیں؟ کیا وہ انصاف کا ستیاناس کر کے دوسرا انتظام کرے گا؟ یا طبعی صفت میں دخل ومعقولات دیگر؟ یا وہ کہ جس کے کرنے کی طاقت نہیں رکھتا؟ ذرا کھول کر بیان تو فرماویں کہ وہ دوسرا انتظام کونسا ہے جو کرے گا اور کس طاقت سے کریگا جبکہ وہ بقول تمہارے ذرا ذراسی بات پر بھی حاوی نہیں ہے؟ ہر ایک شخص ان اصولوں کو مدنظر رکھکر بھی فیصلہ کر سکتا ہے کہ پرمیشر سے کسی دوسرے انتظام کی تمنا رکھنا سخت درجہ کی بھولی پر دال ہے۔ پس ان اصولوں کے ہوتے ہوئے بھی کیا ویدک تعلیم عالمگیر ہونے کا حق رکھتی ہے؟ ہر ایک منصف مزاج یہی کہہ سکتا ہے کہ ہرگز ہرگز نہیں لہذا صاف ظاہر ہے کہ اگر گناہ ترک کر دیئے جاویں خاصکر وہ گناہ جن کے کرنے سے غذا وغیرہ تیار ہوتی ہے تو اس صورت میں کیا خاک دوسرا انتظام پرمیشر کر سکتا ہے؟ جس کی امید رکھی جاوے۔ پس ثابت ہوا کہ ویدک تعلیم واقعی عالمگیر نہیں ہے جس نے پرمیشر کے اقتدار ایسے محدود بیان کئے کہ اس کا وجود اور عدم وجود برابر ہے۔ منہ

(بقیہ حاشیہ بر حاشیہ صفحہ گذشتہ) اور روح کا محتاج جو کہ ہی خواص صفات میں اوس سے بے نیاز اور آنادی ہیں تو کیونکر مانا جاوے کہ وہ بلا امداد غیری اپنے سب کام کر لیتا ہے اور اوس سے سروشکتی مان کہلانیکا اوس کو ۲۰ کہلانیکا اس کو حق حاصل ہو گیا ہے؟ کیا ان تمام امور سے ظاہر نہیں ہوتا کہ پرمیشر کی نسبت ایسے عقائد سکھلانیوالی تعلیم ہرگز ہرگز عالمگیر نہیں ہو سکتی؟ اور کہ اسلئے ویدک تعلیم واقعی عالمگیر نہیں ہے؟ منہ